اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی روشنی میں تعمیر شخصیت

خواجہ شمس الدین عظیمی

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی فرماتے ہیں کہ کہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ہم جب تک فکر کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر زندگی کو صحیح طرح نہیں گزارا جاسکتا ہر مسلمان صحیح خطوط پر اپنی زندگی کو اس وقت ترتیب دے سکتا ہے ہے جب قرآن حکیم کے بیان کردہ حقائق کو سمجھ کر اللہ کے ساتھ ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اپنی عملی زندگی بنالیں۔

تعمیر سے مراد چند ظاہری اعمال کی پیروی نہیں۔ ظاہری اعمال اور سنتوں کے ساتھ ساتھ اس کی باطنی حقیقت بھی تلاش کیجئے

سلسلہ نیا اپنی تعلیمات کے ذریعہ اپنے شاگردوں دو اور عوام الناس میں میں یہ فکر عام کر رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کریں۔ حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی تعلیمات پر عمل درآمد کے لیے لیے ایک ادنی سی کوشش اس کے طور پر متحدہ عرب امارات میں میں موجود ہ اراکین آمین اللہ آج دنیا نے جس نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہو سعید موقع پر اس کی روشنی میں تعمیر شخصیت نعت کے عنوان سے یہ ریفرنس بک ترتیب دی ہے

مقصد یہ ہے کہ زندگی کی تمام تر سرگرمیوں کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات رہنمائی حاصل کی جائے ساتھ ہی این ارشادات کے مطابق قرآن کی آیات اور حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی تصانیف کے اقتباسات بھی دیے گئے ہیں تاکہ ان پر نور سمجھنے میں آسانی ہو

چند تجاویز

اگر آپ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ اس طرح کرنا چاہتے ہیں ہیں اور اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو وہ سادہ سی تجاویز پر عمل کریں گے یہ ہے کہ جو کچھ آپ ٹھیک ہیں وہ دوسروں کو سکھائی اور دوسری بات یہ ہے کہ جو کچھ آپ ٹھیک ہیں اس پر دلچسپی کے ساتھ عمل کریں

یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ جب ہم کسی کو سکھاتے ہیں تو پہلے خود سیکھتے ہیں اور آپ کی آموزش (سیکھی ہوئی باتیں اس وقت آپ کا باطن بنتی ہے جب خود اس پر عمل کرتے ہیں۔ایسی طرح کچھ لکھنا اور اس پر عمل نہ کرنا نہ سیکھنے کے برابر ہے ہے خود سمجھنا اور اس کو نہ خود نہ کرنا ہے تیری ہے کہ آپ نے کچھ نہیں سمجھا ساری باسط د عمل کا نتیجہ عمل کرنے میں ہے آپ کو علم ہوتا ہے جب اس پر عمل کریں گے آپ کے کھیل کے بارے میں کتابیں پڑھ کر اور لیکچر سن کر یہ ویڈیو دیکھ کر بہت کچھ جان لیتے ہیں لیکن کھیلنا آپ کو اس وقت آئے گا جب آپ پکڑ کر کورٹ میں اتریں گے محض جان لیکن عمل نہ کرنا بہر طور نہ جاننے کے مترادف ہیں

ڈائری کے ہیں ہیں ان کے دو طریقے ہیں ہیں ہیں پہلا یہ کہ

1) پوری ڈائری کا مطالعہ کریں پھر تفہیم کے ساتھ دوبارہ اس ڈائری کو پڑھیں۔ دوسری دفعہ پڑھتے ہوئے ذہن استعمال کریں اور عمل کرنے کے لئے پختہ ارادہ کریں۔ دوبارہ مطالعہ کرنے سے تحریر کا بمفوم ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ

2) جو زیادہ بہتر نتائج دے سکتا ہے وہ "تعمیر شخصیت کا ایک سال کا پروگرام" طے کرنا ہے۔ مثلاً چار ابواب کے لئے بارہ ماہ مخصوص کر دیں۔ ہر باب کو پڑھنے اور عملدرآمد کرنے کے لئے تین ماہ رکھیں۔ روزانہ ایک Lesson پڑھیں اس میں دی گئی آیات اور احادیث

پر غور و فکر کریں۔ دوسرے دن دوبارہ اسے پڑھیں آج اسے دوسروں کے ساتھ زیر گفتگو لائیں۔ انہیں اس میں درج آیات اور احادیث سنائیں اور باقی پورا مہینہ ان پر عمل کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ داخلی بصیرت میں اضافہ ہونا شروع ہو جائے گا۔

1) یہ ایک ہینڈ بک ہے آپ اسے اپنے سرہانے، آفس بیگ میں، آفس ٹیبل یا اپنی گاڑی میں باآسانی رکھ سکتے ہیں۔
2) دن میں مناسب وقت اس کت مطالعہ کے لئے نکالیں۔
3) ہر Lesson سے جو علم حاصل کریں وہ کم از کم دو افراد کو سکھائیں / سکھائیں۔
4) ہر حدیث مبارکہ میں دی گئی تعلیم کو اپنانے کی ٹھوس اور مخلصانہ کوشش کیجئے۔
5) احادیث مبارکہ پر عملدر آمد کی کوشش کے نتائج سے اپنے کسی باعتماد دوست، گھر کے فرد یا کارکن ساتھی کو ضرور آگاہ کریں۔

حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ نے فرمایا

تفکر جب گہرا ہوتا ہے تو بجز اس کے، کوئی بات سامنے نہیں آتی کہ ہر آدمی جنت اور دوزخ اپنے ساتھ لئے پھرتا ہے۔ اس کا تعلق طرزِ فکر سے ہے۔ طرزِ فکر انبیاء کے مطابق ہے تو آدمی کی ساری زندگی جنت ہے۔ طرزِ فکر میں ابلیسیت ہے تو تمام زندگی دوزخ ہے۔

فہرست

KSARS

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ وَحُبَّ کُلَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبَّكَ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنِیْ اِلَیْكَ وَاِلٰی مَلَائِکَتِكَ وَاَنْبِیَائِكَ وَجَمِیْعِ خَلْقِكَ.

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں، اور اس شخص کی محبت کا بھی جو تجھ سے محبت رکھتا ہو، اور ہر ایسے عمل سے محبت کا خواستگار رہوں جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ اے اللہ! مجھے اپنا، اپنے فرشتوں کا، اپنے انبیاء کا اور اپنی تمام مخلوق کا محبوب بنا دے۔

تعلقات

والدین

''اور آپ کے رب نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا ''میرے پاس دولت بھی ہے اور اولاد بھی اور میرے ماں باپ کو بھی میرے مال کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی والد کے ہو اور تمہارا مال بھی والد کے لئے ہے۔'' (الحدیث)

والدین کے آگے فرمانبرداری، احترام اور محبت کو ہمیشہ ملحوظ رکھیئے اور کوئی ایسی بات نہ ہونے دیجئے جو انہیں ناگوار گزرے یا جس سے اُن کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ بڑھاپے کی عمر ایسا زمانہ ہوتا ہے۔ جب آدمی کو اپنی ناتوانی کا احساس ہونے لگتا ہے اور معمولی سی بات بھی محسوس ہونے لگتی ہے۔ والدین کی خدمت گزاری میں کوئی کسر باقی نہ رہنے دیجئے۔ کوئی بات ایسی نہ ہو کہ جو اُن کے لئے ناگواری کا سبب بن جائے ارشادِ باری تعالیٰ ہے، '' اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکیاں دو۔''

''ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے۔'' (القرآن)

''اللہ کی رضامندی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے اور اُس کی ناراضگی ان کی ناراضگی میں ہے۔'' (الحدیث)

جب ہم اپنے والدین کے مقام و مرتبہ پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خالق نے والدین کو عظیم نعمت بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ماں باپ کو ذریعہ بنا کر اس آب و گل کی دنیا میں پیدا فرماتے ہیں۔ یہی واسطہ اور ذریعہ وہ امر ہے، جو والدین کی عزت اور تعظیم کا سبب بنتا ہے۔ ماں باپ اولاد کی تمنا کرتے ہیں اور پھر ماں مہینوں ایک نئی زندگی کو اپنے وجود میں پروان چڑھاتی ہے۔ پھر پیدائش کے بعد بھی اولاد اور ماں کا رشتہ نہیں ٹوٹتا اور ماں ہر وقت اولاد کی خدمت پر کمربستہ رہتی ہے۔ دوسری طرف باپ رزق کے حصول کے لئے اپنی پوری توانائی سے اولاد کے لئے سامان خورد و نوش کا انتظام کرتا ہے۔ ان تمام باتوں کے پیشِ نظر والدین کی خدمت گزاری میں کوئی کسر باقی نہ رہنے دیجئے۔ کوئی بات ایسی نہ ہو جو اُن کے لئے ناگواری کا سبب بن جائے۔

''اس کی تکلیف اُٹھا کر بطن میں لئے لئے پھری اور اس نے ولاست میں جان لیوا تکلیف برداشت کی۔'' (القرآن)

'' اور آپ ﷺ کے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔'' (القرآن)

قرآن پاک نے ماں کا یہی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیر معمولی حُسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ بچہ نو مہینہ تک ماں کے خون سے پیٹ میں پرورش پاتا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بچے وہی ذہن اور وہی خیالات اپناتے ہیں جو ماں کے دماغ میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ ماں کا فرض یہ ہے کہ وہ بچے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ اللہ اور اس کے محبوب حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرزِ فکر کا سبق دیتی رہے تا کہ دودھ کے ہر گھونٹ کے ساتھ نبی پاک ﷺ کا عشق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت رچ بس جائے۔ اس خوشگوار فریضہ کو انجام دے کر جو روحانی سکون و سرور حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ ان ماؤں کو ہوتا ہے جو اپنے بچوں کی پرورش حق کے ساتھ کرتی ہیں۔

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ نے فرمایا

انسان کیا ہے؟ ہم اس کو کس طرح پہچانتے ہیں اور کیا سمجھتے ہیں؟ ہمارے سامنے گوشت پوست کا بنا ہوا ایک مجسمہ ہے، جو ہڈیوں کے ڈھانچہ پر رگ پٹھوں اور کھال سے بنا ہوا ہے۔ ہم اس کا نام جسم رکھتے ہیں۔ جسم کی حفاظت کے لئے ہم لباس پہنتے ہیں۔ یہ لباس کاٹن، اون، ریشم، نائیلون یا کھال سے بنایا جاتا ہے۔ یہ لباس گوشت پوست کے جسم کی حفاظت کرتا ہے، لیکن فی الحقیقت اس میں اپنی کوئی زندگی یا اپنی کوئی حرکت نہیں ہوتی، جب یہ لباس جسم پر ہوتا ہے تو جسم کے اعضاء حرکت نہ کریں تو لباس میں حرکت نہیں ہوتی۔

میاں بیوی

''اور ان (بیویوں) کے ساتھ حسنِ سلوک سے رہو۔ اگر وہ تم کو پسند نہ ہوں تو عجیب نہیں کہ تم جس چیز کو ناپسند کرتے ہو اللہ اس میں خیرِ کثیر پیدا کردے۔''

(القرآن)

''بہترین بیوی وہ ہے جب خاوند اسے دیکھے تو پھولے نہ سمائے۔ اگر اسے کوئی حکم دے تو فوراً بجالائے۔ اور بہترین خاوند وہ ہے جو بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک رکھے۔'' (الحدیث)

بردباری، تحمل اور حکمت کی روش یہ ہے کہ آدمی درگزر سے کام لے اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ خوش دلی سے نباہ کرے۔ ہو سکتا ہے اللہ رابُ العزت اس عورت کے ذریعے مرد کو ایسی بھلائیوں سے نواز دے جن تک مرد کی پہنچ نہ ہو۔ دین دار عورت اپنے ایمان، سیرت اور اخلاق کے باعث پورے خاندان کے لئے رحمت بن جاتی ہے۔ اس کی ذات سے کوئی ایسی سعید روح وجود میں آسکتی ہے جو ایک عالم کے لئے مشعلِ راہ ہو۔ عورت کے کسی ظاہری عیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلقات کو برباد نہ کیجئے۔ بلکہ حکیمانہ طرزِ عمل سے آہستہ آہستہ گھر کی مکدر فضا کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنایئے۔

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم میں تمہاری ہی جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون پاؤ اور تم میں محبت اور رحمت پیدا کردی۔ بے شک اس میں غور کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔'' (القرآن)

''تم میں سے اچھے وہی ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔''

(الحدیث)

خوش خلقی اور نرم مزاجی کو پرکھنے کا اصل مقام گھریلو زندگی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے۔ گھر والوں کی دل جوئی کرے اور پیار محبت سے پیش آئے۔ سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ازواج مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک کا قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو اتنی آواز

سے اسلام علیکم کہتے کہ زوجہ جاگتی ہوں تو سُن لیں اور سو گئی ہوں تو نیند خراب نہ ہو۔ آپؐ حسبِ موقع کام کاج میں ہاتھ بٹاتے۔ کوئی کام وقت پر نہ ہوتا تو ناراض ہونے کے بجائے نرمی سے سمجھاتے۔

اولاد

''اپنی اولاد کے درمیان انصاف کیا کرو۔'' (الحدیث)

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت حسنؓ کو پیار کر رہے تھے، ایک بدونت متعجب ہو کر پوچھا

یارسول اللہ ﷺ آپ بچوں کو بھی پیار کرتے ہیں۔ میرے دس بچے لیکن میں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔'' جو رحم نہیں کرتے اُن پر رحم نہیں ہوتا۔'' (الحدیث)

عامرؓ ایک بار حضرت عمرؓ سے ملنے کے لئے ان کے گھر گئے تو دیکھا کہ حضرت لیٹے ہوئے ہیں اور بچے ان کے سینے پر کھیل رہے ہیں۔ اُن کو یہ بات بہت گراں گزری۔ امیر المومنین نے پیشانی پر بل دیکھ کر فرمایا۔'' آپ اپنے بچوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں؟ عامرؓ نے کہا۔''جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے اور سب دم بخود ہو جاتے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے بڑے سوز کے ساتھ فرمایا۔'' عامرؓ! امت محمدیہ ﷺ کا فرزند ہوتے ہوئے تم یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہیئے۔'' بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ ابتدائی عمر کا ڈر ساری زندگی پر محیط ہو جاتا ہے اور ایسے بچے زندگی میں کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دینے کے لائق نہیں رہتے۔''

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ نے فرمایا

یہ کیسا المناک اور خوفناک عمل ہے کہ ہم دوسروں کو نقصان پہنچا کر خوش ہوتے ہیں جب کہ آدم و حوا کے رشتے کے پیشِ نظر اس طرح ہم خود اپنی جڑیں کاٹتے ہیں۔ درخت ایک ہے۔ شاخیں اور پتے لاتعداد ہیں۔

والدین

"ایمان والو! خود کو اور اپنے اہلِ خانہ کو آگ سے بچاؤ۔" (القرآن)

" والدین کی طرف سے اولاد کو سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تربیت ہے۔" (الحدیث)

ماں باپ اولاد کی تمنا کرتے ہیں اور پھر ماں مہینوں ایک نئی زندگی کو اپنے وجود میں پروان چڑھاتی ہے۔ پھر پیدائش کے بعد بھی اولاد اور ماں کا رشتہ نہیں ٹوٹتا اور ماں ہر وقت اولاد کی خدمت پر کمربستہ رہتی ہے۔ اولاد کو ذرا سی تکلیف میں دیکھتی ہے تو بے چین ہو جاتی ہے اور اس کا تدارک کرتی ہے۔ ماں کا فرض یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کا عشق اور دین کی محبت بھی بچہ کے سراپا میں اس طرح انڈیل دے کہ قلب و روح میں اللہ کی عظمت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت رچ بس جائے۔

"اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور ہم تمہیں بھی رزق دے رہے ہیں۔" (القرآن)

"تم لوگ اپنی اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تربیت دو۔" (الحدیث)

اولاد کو ضائع نہ کیجئے اور اولاد کو اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھئے۔ معاشی تنگی کی وجہ سے کبھی نہ سوچیئے کہ یہ سب اولاد کی وجہ سے ہے۔ دراصل صالح اولاد ہی آپ کے بعد آپ کی تہذیبی روایات، دینی تعلیمات اور پیغام توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اور مومن نیک اولاد کی آرزوئیں اسی لئے کرتا ہے کہ وہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو زندہ رکھے گی۔ اپنے بچوں کو حسبِ مراتب گود میں لیجئے۔ پیار کیجئے، شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیریئے۔ تندخو اور سخت گیر ماں باپ سے بچے ابتدا میں سہم جاتے ہیں اور پھر نفرت کرنے لگتے ہیں۔ والہانہ جذبہِ محبت سے ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور ان کی فطری نشو نما پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نہایت پیار و انسیت کے ساتھ انہیں نبیوں کے قصے، صالحین کی کہانیاں، صحابہ کرامؓ کی زندگی کے واقعات اور مجاہدین اسلام کے کارنامے اہتمام کے ساتھ سنایئے اور ان سے سنیئے بھی۔ ہزار مصروفیتوں کے باوجود ان کے لئے وقت نکالئے۔ جب بچے خوش ہوں انہیں بتایئے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں سے والہانہ محبت فرماتے تھے۔ بچوں کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور، گلنار ہو جاتا تھا۔

ہمسایہ

"جو خدا اور روزِ محشر پر یقین رکھتا ہے اسے کہہ دو پڑوسی کا خیال رکھے اور اس کی تکریم کرے۔" (الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔" اللہ کی قسم ہر گز ایماندار نہ ہو گا۔ اللہ کی قسم ہر گز ایماندار نہ ہو گا۔ اللہ کی قسم ہر گز ایماندار نہ ہو گا۔" عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کو؟ آپ نے فرمایا۔" وہ جس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔" (الحدیث)

محبت والفت، باہمی تعاون و یگانگت اور خلوص مسلم معاشرے کی مثالی خصوصیات ہیں۔ مومنین کی ایک دوسرے سے محبت محض اللہ کے لئے ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر مومن اللہ کی جماعت کا رکن ہے۔ اللہ کی جماعت کے ارکان آپس میں شفیق اور ایک دوسرے کا دُکھ سُکھ بانٹنے والے ہوتے ہیں ان کی مجموعی مثال ایک جسم کی طرح ہوتی ہے کہ اگر جسم کے کسی ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم یہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔ مسلمان بھائیوں سے اس طرح دلی تعلق پیدا کیجئے کہ گویا وہ اور آپ ایک لڑی میں پروئے ہوئے دانے ہیں، تکلیف و آرام ہر معاملے میں ان کے رفیق اور مددگار بنے رہیئے۔

یہ بات مگر بھول گیا ہے ساغر

انسان کی مٹی سے بنا ہے ساغر

سو بار بنا ہے بن کے ٹوٹا ہے عظیم

کتنی ہی شکستوں کی صدا ہے ساغر

حضور قلندر باباؒ اولیاءؒ

ہمسائے

" اور (خدا نے) ہمسایہ قریب اور ہمسایہ بیگانہ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ نیکی کا حکم دیا ہے۔"

(القرآن)

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ " جبرئیل علیہ السلام نے اتنے تواتر و تاکید سے ہمسائیوں کے متعلق مجھ سے کہا کہ مجھے خیال آنے لگا کہ شاید پڑوسیوں کو وراثت میں شریک قرار دے دیں۔"

(الحدیث)

حقوق العباد یہ ہے کہ انسان اس بات کا یقین رکھے کہ ساری نوعیں اللہ کا ایک کنبہ ہیں اور میں اس کنبے کا ایک فرد ہوں۔ جس طرح کوئی انسان اپنی فلاح و بہبود اور اپنی آسائش کے لئے اصول وضع کرتا ہے اسی طرح ہر انسان پر یہ فرض عائد ہے کہ وہ اپنے بھائی کی آسائش و ارام کا خیال رکھے انبیاء اور اہل اللہ کی تاریخ پر اگر مخلوق کی خدمت کو اپنا نصب العین قرار دیا ہے۔ اللہ مخلوق کی خدمت کا سچا اور مخلصانہ جذبہ انسان کے اندر محبت، اخوت، مساوات کو جنم دیتا ہے۔

دوست

" جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی سے محبت رکھتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ اُس کو بتلادے کہ وہ اُسے محبوب رکھتا ہے۔"
(الحدیث)

"دین سرتاسر خیر خواہی یہ ہے کہ بندہ جو اپنے لئے پسند کرے وہ اپنے دوست کے لئے بھی پسند کرے۔ یہ بات ہر آدمی جانتا ہے کہ کوئی شخص اپنے لئے بُرائی نہیں چاہتا۔" (الحدیث)

دوستی میں ہمیشہ میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ ایسی سرد مہری کا مظاہرہ نہ کیجئے کہ دوست کا دل ٹوٹ جائے اور نہ جوشِ محبت میں اتنا آگے بڑھیے کہ اس کو نبھانہ سکیں۔ زندگی میں توازن، اعتدال اور مستقل مزاجی کامیابی کی علامتیں ہیں۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے۔" اپنے دوست سے دوستی میں نرمی اور میانہ روی اختیار کرو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دشمن بن جائے۔ اسی طرح دشمن سے دشمنی میں نرمی اور اعتدال کا رویہ اختیار کرو ہو سکتا ہے وہ کسی وقت تمہارا دوست بنا جائے۔" اپنے دوست کو کبھی اپنے سے کم تر نہ سمجھیئے۔ خیر خواہی اور دل جوئی کا تقاضا ہے کہ آپ اپنے دوست کو زیادہ سے زیادہ اُنچا اُٹھانے کی کوشش کریں۔

" مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر اپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرا ذکر کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہیئے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔" (القرآن)

"نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال مشک عنبر والے کی اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے۔ مشک عنبر والا یا تو تمہیں کچھ دے گا یا تم اس سے کچھ خرید لوگے یا (کم از کم) تم خوشبو سونگھ لوگے (لیکن) بھٹی دھونکنے والا تو تمہارے کپڑے جلادے گا یا تم بدبو سے متاثر ہوگے۔" (الحدیث)

دوستوں سے ربط وضبط اور تعاون باخصوص، اور دیگر لوگوں سے محبت بالعموم محض اللہ کی رضا کے لئے دیکھئے۔ اس میں منفعت اور غرض کا پہلو ہر گز نہ ڈھونڈیں۔ اپنی اور اپنے دوستوں کی مصروفیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے معاملات کو مرکزی حیثیت دیجئے۔ دوستی کو مستحکم قدروں پر چلانے اور تعلقات کو نتیجہ خیز اور استوار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے دوستوں کے ذاتی معاملات میں دلچسپی لیں اور ان کے مسائل سمجھ کر ان کے حل کرنے میں بھرپور تعاون کریں۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ نے فرمایا

انسان اگر چاہے تو وہ اللہ کو دیکھ سکتا ہے اللہ سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ انسان کی روح ازل میں اللہ کو دیکھ چکی ہے اور ''قالو بلیٰ'' کہہ کر اللہ سے ہم کلام ہو چکی ہے۔

دوستی

” مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور معاون ہیں۔“

(القرآن)

” انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ دوستی قائم کرنے سے پہلے تمہیں دیکھ لینا چاہیے کہ تم کس سے دوستی کر رہے ہو۔“

(الحدیث)

دوستوں کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جن لوگوں سے اپ قلبی تعلق بڑھا رہے ہیں ان کی اخلاقی حالت کیسی ہے۔ دوستوں کی صحبت میں بیٹھ کر وہی رجحانات اور خیالات پیدا ہوتے ہیں جو دوستوں میں کام کر رہے ہیں۔ لہذا قلبی لگاؤ اُسی سے بڑھانا چاہیئے کہ جس کا ذوق، افکار و خیالات اور دوڑ دھوپ اُسوۂ حسنہ کے مطابق ہو۔ دوستوں پر اعتماد کیجئے۔ انہیں افسردہ نہ کیجئے۔ ان کے درمیان ہشاش بشاش رہیئے۔ دوستی کی بنیاد خلوص، محبت اور رضائے الٰہی پر ہونی چاہیئے نہ کہ ذاتی اغراض پر ایسا رویہ اپنایئے کہ دوست احباب آپ کے پاس بیٹھ کر مسرت زندگی اور کشش محسوس کریں۔

عزیز و اقارب

" یہ ایسے لوگ ہیں جو ان رشتوں سے جڑے رہتے ہیں جن سے جڑے رہنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اور اس سے ڈرتے ہیں اور حساب کی خرابی سے خوف زدہ رہتے ہیں۔" (القرآن)

" جو شخص اپنے رزق میں وسعت و فراخی اور اپنی عمر میں درازی چاہتا ہو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔" (الحدیث)

ہر آدمی یہ بات جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ خاندان کے افراد جب تک مل جُل کر یکجا رہتے ہیں ان کی ایک حیثیت ہوتی ہے۔ ان کی اپنی ایک آواز ہوتی ہے، ان کی ایک اجتماعی قوت ہوتی ہے۔ جھاڑو کے تنکے الگ الگ کر دیئے جائیں اور ہر تنکے سے الگ الگ ضرب لگائی جائے، چاہے اس کی تعداد ایک ہزار تک ہو، چوٹ نہیں لگتی۔ لیکن ایک ہزار تنکوں کو ایک جگہ باندھ کر چوٹ لگائی جائے تو جسم پر نیل پڑ جائے گا۔

اخوت و مساوات

''سب مسلمان بھائی بھائی ہیں! بھائیوں میں صلح قائم رکھو۔'' (القرآن)

'' تم میں ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر کوئی کسی میں بُرائی دیکھے تو چاہیئے کہ اسے ہٹادے یا بتادے۔'' (الحدیث)

روحانی قانون کے تحت ہر آدمی ایک آئینہ ہے۔ آئینہ کی شان یہ ہے کہ آدمی آئینہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو آئینہ تمام داغ دھبے اپنے اندر جذب کر کے نظر کے سامنے لے اتا ہے اور جب آدمی ائینہ کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو آئینہ اپنے اندر جذب کئے ہوئے یہ دھبے یکسر نظرانداز کر دیتا ہے۔ جس طرح آئینہ ہے۔ آپ بھی اسی طرح اپنے دوست کے عیوب اس وقت واضح کریں جب وہ خود کو تنقید کے لئے آپ کے سامنے پیش کر دے اور فراخ دلی سے تنقید و احتساب کا موقع دے۔ نصیحت کرنے میں ہمیشہ نرمی اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیجیئے۔ اگر اپ محسوس کرلیں کہ اس کا ذہن تنقید برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو اپنی بات کو کسی اور موقع کے لئے اُٹھا رکھیں۔ اس کی غیر موجودگی میں آپ کی زبان پر کوئی ایسا لفظ نہ آئے جس سے اس کے عیب کی طرف اشارہ ہوتا ہو۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ نے فرمایا

جو کچھ باطن میں ہے وہی ظاہر میں ہے اور جو چیز باطن میں موجود نہیں ہے وہ ظاہر میں موجود نہیں ہو سکتی۔ باطن اصل ہے اور ظاہر اس کا پرتو ہے۔ کسی شخص کا باطن اس کی اپنی ذات ہے یہی ذات امر ربی یا روح ہے۔ ہر شخص کی ذات میں کائنات کے تمام اجزاء اور اجزاء کی حرکتیں منقوش اور موجود ہیں۔

اخوت و مساوات

'' اور خدا نے مسلمانوں کے دل ملا دیئے ! اگر تو زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ دیتا۔ تب بھی تو ان کے دلوں کو ملا نہ سکتا لیکن خدا نے ملا دیا بے شک وہ ہر مشکل پر غالب آنے والا اور مصلحت جاننے والا ہے۔'' (القرآن)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑے اور نہ اس کو حقیر سمجھے (اپنے سینہ مبارک کی طرف تین بار اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔ انسان کو شر اتنا کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور تمام مسلمانوں پر حرام ہے۔'' (الحدیث)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کچھ ایسے ہیں جو نبی اور شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کو ایسے مرتابوں پر سرفراز فرمائے گا کہ انبیاء اور شہداء بھی ان کے مرتبوں پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا وہ کون خوش نصیب ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے تھے۔ نہ آپس میں رشتہ دار تھے اور نہ ان کے درمیان کوئی لین دین تھا۔ قیامت کے روز ان کے چہرے نور سے جگمگا رہے ہوں گے۔ جب سارے لوگ خوف سے کانپ رہے ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور جب سارے لوگ غم میں مبتلا ہوں گے اس وقت انہیں قطعاً کوئی غم نہ ہو گا۔

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور معاون ہیں''

(القرآن)

''تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ پس اگر وہ اپنے بھائی میں خرابی دیکھے تو اسے دور کر دے۔''
(الحدیث)

مومن کا وصف ہے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرتا ہے۔ قرآن کی اس تعلیم کے مطابق اپنے مسلمان بھائیوں سے اس طرح دلی تعلق پیدا کیجئے کہ گویا وہ اور آپ ایک لڑی میں پروئے ہوئے دانے ہیں تکلیف و آرام ہر معاملے میں ان کے رفیق اور مددگار رہیئے۔ اسی دوستی اور محبت کے اٹوٹ رشتے کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے

" اور مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

اخوت و مساوات

" اے رب! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کینہ اور کدورت نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب! تو بڑا ہی مہربان اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔" (القرآن)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میری عظمت و جلال کی خاطر باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ وہ آئیں آج جب کہ کہیں سایہ میسر نہیں میں ان کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔" (الحدیث)

آپ جس شخص سے محبت کرتے ہیں اس سے کبھی کبھی اپنی محبت کا اظہار بھی کیجیئے۔ اظہارِ محبت کا نفسیاتی اثر یہ ہوتا ہے کہ دوست قریب ہو جاتا ہے۔ اور دونوں طرف سے جذبات واحساسات کا تبادلہ اخلاص و مروت میں غیر معمولی اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ اخلاص و محبت کے جذبات سے دلی لگاؤ پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ لطیف و پاکیزہ جذبات عملی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ تمام لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ آدمی ہے جو انسانوں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔ آیئے، اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں! اے اللہ! ہمارے دلوں کو بغض و عناد، کبر و نخوت اور کدورتوں کے غبار سے دھودے اور تفرقہ کی وجہ ٹوٹے ہوئے دلوں کو خلوص و محبت سے جوڑ دے اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم باہمی اتحاد و یگانگت کے ساتھ ایک مثالی روحانی معاشرہ قائم کر سکیں۔

ساقی تیرے قدموں میں گزرتی ہے عمر

پینے کے سوا کیا مجھے کرنی ہے عمر

پانی کی طرح آج پلا دے بادہ

پانی کی طرح کل تو بکھرنی ہے عمر

حضور قلندر بابا اولیاؒ

حُسنِ اخلاق

’’ وہ جو مدینہ میں ان (مہاجرین) سے قبل رہتے بستے ہیں اور ان سے پہلے ایمان بھی لا چکے ہیں، اپنے ہاں آنے والے مہاجرین سے محبت کرتے ہیں۔‘‘ (القرآن)

’’ تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے، جب تک مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جاب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔‘‘ (الحدیث)

محبت کیوں کہ پُرسکون زندگی اور اطمینان قلب کا ایک ذریعہ ہے، اس لئے کوئی انسان جس کے اندر محبت کی لطیف لہریں دور کرتی ہیں وہ مصائب و مشکلات اور پیچیدہ بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے چہرے مایں ایک خاص کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بر عکس نفرت کی کثیف، شدید اور گرم لہریں انسانی چہرہ کہ جھلسا دیتی ہیں بلکہ اس کے دماغ کو اتنا بو جھل، پریشان اور تاریک کر دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ زندگی میں کام آنے والی لہریں مسموم اور زہریلی ہو جاتی ہیں۔ اس زہر سے انسان طرح طرح کے مسائل اور قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ آپ جب اپنے بھائی، اپنے دوست سے ملاقات کے وقت السلام علیکم کہتے ہیں تو اس کے معانی یہ ہوتے ہیں کہ آپ نے اپنے بھائی کے لئے دل سے دعا کی کہ اللہ تمہیں سلامت رکھے، اس کے گھر بار کی حفاظت فرما، اے اللہ ! میرے بھائی کے اہل و عیال اور متعلقین کی سلامتی کے ساتھ حفاظت فرما۔

حُسنِ اخلاق

''یہ وہ لوگ ہیں جو اپس میں ایک دوسرے سے محض اللہ کے لئے محبت کرتے تھے نہ آپس میں رشتہ دار تھے اور نہ ان کے درمیان کوئی لین دین تھا۔اللہ کی قسم قیامت کے روز ان کے چہرے نور سے جگمگا رہے ہوں گے۔'' (الحدیث)

''کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیداہ بے تعلقی اختیار کرے (حالت یہ ہوا) کہ جب دونوں کی مڈبھیڑ ہو تو ایک اُدھر منہ پھیر لے اور دوسرا کسی اور طرف۔ دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔'' (الحدیث)

محبت سراپا اخلاص ہے۔ نفرت مجسم غیظ و غضب اور انتقام کے خدوخال پر مشتمل ہے۔ غصہ بھی نفرت کی ایک شکل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے جو لوگ غصہ نہیں کرتے اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اللہ تعالٰی ایسے احسان کرنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ نفرت کا ایک پہلو تعصب بھی ہے۔ حضور اکرمؐ ارشاد ہے جو شخص تعصب پر جیا اور مرا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یعنی تعصب کرنے والا کوئی بندہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی شفاعت سے محروم رہتا ہے۔ نفرت سے پیدا ہونے والے امراض کی اگر تفصیل بیان کی جائے تو وہ بہت بھیانک ہے۔ اور یہ دُوری اُسے اشرف المخلوقات کے دائرے سے نکال کر حیوانیت اور درندگی کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے۔ نفرت انسانی چہرے کو مسخ کر دیتی اور جذبہ شیطنیت سے آدمی کے اندر جو بیماریاں جنم لیتی ہیں ان میں گرفتار ہو کر آدمی سسک سسک کر مر جاتا ہے۔

حُسنِ اخلاق

''اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بات بولیں جو بہتر ہو۔'' (القرآن)

'' خوش اخلاقی پروان چڑھتی ہے جب کہ بداخلاقی نحوست ہے۔'' (الحدیث)

آدابِ گفتگو میں چند باتوں کا خیال رکھیئے۔ بری باتوں اور گالم گلوچ سے زبان گندی نہ کیجیئے۔ چغلی نہ کھایئے! چغلی کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہو۔ دوسروں کی نقلیں نہ اتاریئے! اس عمل سے دماغ میں کثافت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ شکایتیں نہ کیجیئے کہ شکایت محبت کی قینچی ہے۔ کسی کی ہنسی نہ اڑایئے! کہ اس سے آدمی احساس برتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ احساس برتری آدمی کے لئے ایسی ہلاکت ہے جس میں ابلیس مبتلا ہے۔ اپنی بڑائی نہ جتایئے! اس عمل سے اچھے لوگ آپ سے دور ہو جائیں گے۔ فقرے نہ کسیئے، کسی پر طنز نہ کیجیئے! یہ عمل آپ کے کردار کو گہنادے گا اور آپ لوگوں کی محبت سے محروم ہو جائیں گے۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ نے فرمایا

" آپ کو اپنی صلاحیتوں پر تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ انسان کا اپنا کچھ نہیں ہے۔ صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں۔"

حُسنِ اخلاق

’’ نیک سلوک کرو اپنے ماں باپ کے ساتھ، اپنے رشتہ داروں، نادار، مسکینوں قرابت دار پڑوسیوں، پاس والے ساتھیوں، مسافروں اور اپنے محکوموں کے ساتھ۔‘‘ (القرآن)

’’قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب اور زیادہ محبوب تم میں سے وہ ہوں گے جو اخلاق میں بہتر ہیں اور مجھ سے زیادہ دور اور زیادہ ناپسندیدہ وہ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں بُرے ہیں۔ جو منہ پھلا کر تکلف سے باتیں بناتے ہیں اور متکبر ہیں۔‘‘ (الحدیث)

گفتگو میں آدمی کا عکس جھلکتا ہے۔ خوش آواز آدمی کے لئے اس کی آواز تسخیر کا کام کرتی بھی ہے۔ جب کسی مجلس میں یا نجی محفل میں بات کرنے کی ضرورت پیش آئے وقار اور سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کیجیئے مسکراتے ہوئے نرمی کے ساتھ میٹھے لہجہ میں بات کرنے والے لوگوں کو اللہ کی مخلوق عزیز رکھتی ہے۔ چیخ کر بولنے سے اعصاب میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے اور اعصابی کھنچاؤ سے بالآخر آدمی مریض بن جاتا ہے۔

حُسنِ اخلاق

''اور جب وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں آپ کے پاس آئیں تو آپ فرمادیں تم پر سلام ہو۔'' (القرآن)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ '' مجھے حضور کریم ﷺ نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لئے اور گھر والوں کے لئے خیر و برکت کا عمل ہے۔'' (الحدیث)

اسلام علیکم ہمیشہ زبان سے کہیے اور ذرا اونچی آواز میں سلام کیجیئے تاکہ وہ شخص سُن سکے جس کو آپ سلام کر رہے ہیں۔ البتہ اگر کہیں زبان سے اسلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنے کی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مثلاً آپ جس کو سلام کر رہے ہیں وہ دور ہے اور آپ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ آپ کی آواز وہاں تک نہیں پہنچ سکے گی یا کوئی بہرا ہے اور آپ کی آواز نہیں سن سکتا تو ایسی صورتحال میں سلام کے ساتھ ساتھ ہاتھ یا سر سے اشارہ بھی کیجیئے۔

حُسنِ اخلاق

"جب تم اپنے گھروں میں جاؤ تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو کرو دعا کے طور پر جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور برکت والا عمدہ عمل ہے۔" (القرآن)

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " میں تمہیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں کہ جس کو اختیار کرنے سے تمہارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔" (الحدیث)

وہ آدمی اللہ کے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام میں سبقت فرماتے تھے راستہ چلتے میں مرد، عورتیں، بچے جو سامنے آتے ان کو بلا تخصیص سلام میں سبقت فرماتے تھے۔ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے گزر رہے تھے ایک مقام پر مسلمان، منافق اور کافر سب یکجا تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ان کے قریب سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبقت فرماتے ہوئے ان سب کو سلام کیا۔ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
" مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیے رہے کہ جب ملے تو یہ اِدھر چلا جائے اور دوسرا اُدھر۔۔۔ان میں افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

معاملات

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِ مِنَ الرِّیَاءِ وَلِسَانِیْ
مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَۃِ اَنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ.

اے اللہ پاک کر میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے، بے شک تو خیانت کرنے والی آنکھوں اور دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے۔

حضور قلندر باباؒ اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

مراقبہ ایک ایسا عمل ہے کہ اگر اس کو خلوص نیت سے اور مستقل بنیادوں پر کیا جائے تو اللہ تعالی کے ارشاد " میں انسان کے اندر ہوں" کے مطابق مراقبہ کرنے والا بندہ اللہ کو دیکھ لیتا ہے اللہ تعالی کی شان کریمی سے فیض یاب ہو جاتا ہے اور دنیا بھی مصیبتیں اور دنیاوی پریشانیاں اس کے اوپر سے ختم ہو جاتی ہیں اور پر سکون ہو جاتا ہے ہے

لین دین

''اے مومنوں میں تمہیں ایسی تجارت کیوں نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلادے۔ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو'' (القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے سچا اور امانت دار تاجر قیامت میں نبیوں و صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ساتھ ہوگا۔''
(الحدیث)

جس قوم میں خیانت اور بے ایمانی در آتی ہے۔ اس قوم کے دلوں میں دشمن کا خوف بیٹھ جاتا ہے وہ وسوسوں اور توہمات میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی، سود کا لین دین، اسمگلنگ اور کرپشن کا رواج ظاہری طور پر کتنا ہی خوش نما نظر آئے لیکن بالآخر اس کا نتیجہ خسارہ اور نقصان ہے۔

امانت

''یقیناًاللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل اور حقدار کے سپرد کرو۔'' (القرآن)

'' منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بولے تو جھوٹ بولے۔ جب کوئی وعدہ کرے اسے پورا نہ کرے اور جب کوئی امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ خواہ وہ نماز، روزہ کا پابند ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔'' (الحدیث)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجارت کے ذریعہ معاش بنانا پسند فرمایا۔ مکہ کے تاجر اپنا سامان تجارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیتے تھے تاکہ وہ اسے فروخت کرنے کے لیے دوسرے شہروں میں لے جائیں۔ حساب کتاب میں کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوتا تھا اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشیائے تجارت کے فروخت کے لیے جب بھی سفر پر روانہ ہوتے مکہ کے دوسرے تاجر یہ کوشش کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سامان تجارت بھی لے جائیں۔

ذخیرہ اندوزی

" ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں سے پورا لیں اور جب ان کو دیں تو کم کر کے دیں (اشیاء میں ملاوٹ بھی تول میں کمی کے زمرے میں آتا ہے) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ زندہ کر کے اٹھائے بھی جائیں گے ایک بڑے ہی سخت دن میں جس دن تمام انسان رب العالمین کے حضور کھڑے ہونگے۔" (القرآن)

" تاجر کو روزی دی جاتی ہے اور ذخیرہ اندوز پر لعنت کی جاتی ہے۔" (الحدیث)

زیادہ منافع کمانے کے لالچ میں جو لوگ ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔ چیزوں میں ملاوٹ کرتے ہیں۔ غریبوں کی حق تلفی کرتے ہیں اور مخلوق اللہ تعالیٰ کو پریشان کرتے ہیں۔ وہ سکون کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی اضطراب اور بے چینی کی تصویر ہوتی ہے۔ وہ ظاہر طور پر کتنے ہی خوش نظر آئیں ان کا دل روتا رہتا ہے۔ ڈر اور خوف کے سائے کی طرح ان کے تعاقب میں رہتا ہے۔ وہ کسی کو اپنا ہمدرد نہیں سمجھتے اور کوئی ان کا ہمدم نہیں ہوتا جب چیزیں سستی ہو جاتی ہیں تو وہ غم میں گھلتے رہتے ہیں اور جب چیزوں کے دام بڑھ جاتے ہیں تو ان کا دل خوش ہو جاتا ہے۔

آدم کا کوئی نقش نہیں ہے بے کار
اس خاک کی تخلیق میں جلوے ہیں ہزار
دستہ جو ہے کوزہ کو اٹھانے کے لئے
یہ ساعد سیمیں سے بناتا ہے کمہار

حضور قلندر بابا اولیاءؒ

مال خرچ کرنا

’’تم نیکی اور اچھائی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ وہ چیز اللہ کی راہ میں نہ دے دو جو تمہیں عزیز ہے۔‘‘ (القرآن)

’’تیرا دینا تیرے لیے بہتر اور تیرا رکھ چھوڑنا تیرے لیے برا ہے۔‘‘ (الحدیث)

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کے لیے زیادہ سے زیادہ خرچ کیجئے یہ سب سے پہلے اپنے مستحق رشتے داروں سے شروع کیجئے پہلے یہ کام مستحق رشتہ داروں سے شروع کیجئے اور پھر اس میں دوسرے ضرورت مندوں کو بھی شامل کر لیجئے ضرورت مندوں کی امداد چھپا کر کیجئے۔ تاکہ آپ کے اندر بڑائی یا نیکی کا غرور پیدا نہ ہو اور مستحق لوگوں کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ کسی کو کچھ دے کر احسان نہ جتائیں اور نہ نمود و نمائش کا اظہار کریں۔ اگر کوئی آپ سے سوال کرے تو اسے جھڑکیئے نہیں۔ اگر آپ اسے کچھ دینے کی حیثیت نہیں رکھتے تو مناسب الفاظ اور نرم لہجے میں معذرت کر لیجئے۔

مال خرچ کرنا

''اے اہل ایمان! اپنی کمائی میں سے یا ہماری زمین سے پیدا کردہ اشیاء میں سے جو تمہارے لئے ہم نکالتے ہی عمدہ اور اچھی چیز خرچ کیا کرو اور ردّی و خراب اشیاء خرچ کرنے کی نیت نہ کرو۔''القرآن

''تیرا دینا تیرے لیے بہتر اور تیرا رکھ چھوڑنا تیرے لیے برا ہے۔'' (الحدیث)

اللہ تعالیٰ اپنی محبت میں مال خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ یہ جانتے ہیں کہ بندہ مال و دولت سے زیادہ پیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور آدم و حوا کے رشتے سے اپنے بہن بھائیوں کی خدمت کرنا ہے اللہ تعالیٰ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ پہنتا ہے لیکن جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت خرچ کرتا ہے تو یہ ایثار قبولیت کا درجہ اختیار کر جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد احسان جتانا، محتاجوں اور ناداروں کے ساتھ حقارت کا سلوک کرنے کے برابر ہے ان کی خودداری کو ٹھیس لگانا دراصل ان کی غریبی کا مذاق اڑا کر اپنی برتری ثابت کرنے کے برابر ہے مومن ان تمام کثیف جذبات سے پاک ہوتا ہے۔

مال خرچ کرنا

''اے ایمان والو! اپنے صدقات اور خیرات کو احسان جتا کر اور غریبوں کا دل دکھا کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملادو جو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے تم ہر گز نیکی حاصل نہ کر سکو گے جب تک وہ مال خدا کی راہ میں نہ دو جو تم کو عزیز ہے۔''(القرآن)

''قیامت کے دن جب کہیں سایہ نہیں ہوگا اللہ تعالی اپنے بندے کو عرش کے نیچے رکھے گا اللہ تعالی کی راہ میں چھپا کر خرچ کرتا ہے۔'' (الحدیث)

فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیجئے ان کے ساتھ حسن سلوک کیجئے اور اخلاق سے پیش آیئے۔ اگر آپ کے پاس کچھ دینے کو نہ ہو تو نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے معذرت کیجئے تاکہ وہ آپ سے کچھ نہ پانے کے باوجود آپ کو دعائیں دیتا ہوا رخصت ہو۔ اللہ تعالی کی راہ میں اپنے عطیات انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح خرچ کیجیئے اس عمل سے ملک و قوم میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔

اس بات کا شکر ادا کیجیے کہ اللہ تعالی نے آپ کو ہاتھ دینے والا ہاتھ بنایا ہے۔ آپ میں کوئی سرخاب کا پر لگا ہوا نہیں ہے کہ آپ گروہ میں شامل نہیں ہیں جو محتاج ہو نادار ہے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے۔

حضور قلندر بابااولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

من سے دوستی کا رشتہ مستحکم کرنے کے بعد ہمارا ضمیر ہمیں راستہ دکھاتا ہے کہ یہاں ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے ہم خود ہی اپنے دشمن ہیں اور خود اپنے دوست ہیں۔

مال خرچ کرنا

''اے نبی! وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں۔ کہہ دو کہ اپنی ضرورت سے زائد۔''(القرآن)

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال ودولت کو اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا اے آدم کے بیٹے کا یہ حال ہے کہ کہتا ہے کہ میرا مال! میرا مال! تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے صدقہ کیا اور آگے بھیج دیا۔ تو اس کو فنا کر چکا اور تو اس کو پرانا کر چکا۔''
(الحدیث)

آدمی سمجھتا ہے کہ مال ودولت اس کی کفالت کرتے ہیں چنانچہ وہ گن گن کر مال ودولت جمع کرتا ہے اور اس یقین کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ مرتے دم تک مال ودولت کے معاملے میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس دوڑ میں وہ اپنے بھائیوں کی حق تلفی کرتا ہے۔ قدرت نے اس کے لئے توانائیوں کے جو بیش بہا خزانے کسی اور مقصد کے لئے عطا کیے ہیں وہ انہیں ہوسِ زر میں صرف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالی کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالی کی مخلوق کی خدمت کے لیے زیادہ سے زیادہ خرچ کیجئے۔ یہ کام سب سے پہلے اپنے مستحق رشتہ داروں سے شروع کیجئے اور پھر اس میں دوسرے ضرورت مندوں کو بھی شامل کیجئے۔

کسب حلال

''پھر جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو پھر زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل (رزق) کی جستجو میں لگ جاؤ۔'' (القرآن)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ پاک و حلال کمائی کونسی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''آدمی کا اپنے ہاتھوں سے کام کرنا اور ہر وہ تجارت جس میں تقویٰ ہو۔'' (الحدیث)

کاروبار میں حسن اخلاق کاروباری ترقی کے لیے ضمانت ہے۔ دکاندار کی حیثیت سے آپ کے اوپر بہت ہی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ کہ خریداروں کو اچھے سے اچھا مال فراہم کریں۔ جس مال پر آپ کو خود اعتماد نہ ہو وہ ہر گز کسی کو نہ دیں۔ آپ کو اپنے کردار سے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ خریدار آپ کے اوپر اعتماد کریں، آپ کو اپنا خیر خواہ سمجھیں اور ان کو پورا پورا اعتماد ہو کہ آپ کی دکان یا کاروبار سے انہیں کبھی دھوکا نہیں دیا جائے گا۔ اگر کوئی خریدار آپ سے مشورہ طلب کرے تو بالکل صحیح صحیح اور مناسب مشورہ دیں چاہے اس میں آپ کا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔ وقت کی پابندی کا پورا خیال رکھیں اور دکان صحیح وقت پر کھولیں اور صبر کے ساتھ دکان پر جم کر بیٹھے رہیں ۔ صبح بہت سویرے بیدار ہو کر فرائض ادا کرنے کے بعد رزق کی تلاش میں نکل جانے سے خیر و برکت ہوتی ہے۔ دیر تک سونے سے وسائل کم ہو جاتے ہیں ۔

توکل واستغناء

''اور جب تم عزم کرلو تو اللہ پر توکل کرو۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''   (القرآن)

روحانیت ایسے اسباق کی دستاویز ہے جن اسباق میں یہ بات وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ سکون کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کے اندر استغناء ہو، استغناء کے لئے ضروری ہے کہ قادر مطلق ہستی پر توکل کو مستحکم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کے اندر ایمان ہو اور ایمان کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کے اندر غیب بین نظر متحرک ہو بصورت دیگر بندے کو سکون میسر نہیں آسکتا۔ اللہ پر توکل اور بھروسے کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ آدمی کوشش اور جدوجہد ترک کردے توکل کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی کوشش پوری کرے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے۔

پتھر کا زمانہ بھی ہے پتھر میں اسیر

پتھر میں ہے اس دور کی زندہ تصویر

پتھر کے زمانے میں جو انسان تھا عظیم

وہ بھی تھا ہماری ہی طرح کا دلگیر

حضور قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

توکل و استغناء

''اور جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اللہ) اس کے لیے کافی ہے بے شک اللہ اپنا امر پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔'' (القرآن)

''تم لوگ اللہ پر یقین کے ساتھ توکل کرو وہ تمہیں اسی طرح روزی دیتا ہے جیسے پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح جب روزی کی تلاش میں نکلتے ہیں ان کے پیٹ خالی ہوتے ہیں اور شام کو جب اپنے گھونسلے میں واپس آتے ہیں ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔'' (الحدیث)

استغنا ایک ایسی طرز فکر ہے جس میں فانی اور مادی چیزوں سے ذہن ہٹا کر حقیقی اور لافانی کی چیزوں میں تفکر کرتا ہے۔ یہ تفکر جب قدم قدم چلا کر کسی بندے کو غیب میں داخل کر دیتا ہے تو سب سے پہلے اس کے اندر یقین پیدا ہوتا ہے جیسے ہی یقین کی کرن دماغ میں پھوٹتی ہے غیب کی دنیا آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے ۔

مہمان نوازی

''کیا آپ کو ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمان کی حکایت بھی پہنچی ہے کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو آتے ہی سلام کیا ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں سلام کیا۔''(القرآن)

'' جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے۔ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔'' (الحدیث)

اچھے لوگ مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کرتے ہیں۔ مہمان کو زحمت نہیں، رحمت اور خیر و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ گھر میں مہمان آنے سے عزت و توقیر میں اضافہ ہوتا ہے م۔ ہر بان پر یہ فرض ہے کہ مہمان کی عزت و آبرو کا لحاظ رکھا جائے۔ آپ کے مہمان کی عزت پر کوئی حملہ کرے تو اس کو اپنی غیرت و حمیت کے خلاف ک چیلنج سمجھیئے۔ مہمان کے سامنے اچھے سے اچھا کھانا پیش کیجئے۔ دستر خوان پر خورد و نوش کا سامان اور برتن وغیرہ مہمانوں کی تعداد سے زیادہ رکھیے۔ ہو سکتا ہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور صاحب آجائیں اور ان کے لئے بھاگ ڈور کرنا پڑے۔ اگر برتن اور سامان پہلے سے موجود ہو گا تو آنے والا بھی عزت اور مسرت محسوس کرے گا مہمان کے لئے خود تکلیف اٹھا کر ایثار کرنا ایک اخلاق حسنہ کی تعریف میں آتا ہے۔

مہمان نوازی

''لوط علیہ السلام نے کہا ۔ بھائیو ! یہ میرے مہمان ہیں، مجھے رسوا نہ کرو۔ خدا سے ڈرو اور میری بے عزتی سے باز رہو۔''
(القرآن)

''جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ مہمان نوازی میں پہلا دن پر تکلف دعوت کا ہے۔ مہمان نوازی تین دن تک جو کچھ ہے وہ صدقہ ہے۔ کسی مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کے اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ آ جائے۔'' (الحدیث)

امام شافعی رحمۃاللہ علیہ جب امام مالک رحمۃاللہ علیہ کے یہاں جا کر بطور مہمان ٹھہرے تو امام مالک رحمۃاللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے نہایت و احترام سے انہیں کمرے میں سلادیا۔ سحر کے وقت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے سنا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بڑی شفقت سے آواز دی ۔"اللہ تعالی کی رحمت ہو، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔'' امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فوراً اٹھے۔ دیکھا تو امام مالک رحمۃاللہ علیہ ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لئے کھڑے ہیں۔ امام شافعیؒ کو کچھ شرم محسوس ہوئی۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت محبت کے ساتھ کہا۔ ''بھائی تم کوئی خیال نہ کرو۔ مہمان کی خدمت ہر میز بان کے لئے سعادت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بنفس نفیس مہمانوں کی خاطر داری فرماتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کو اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے تھے۔ ''اور کھایئے اور کھائی'' ے جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا ہے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصرار نہیں فرمایا تے تھے۔

حضور قلندر باباولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

تمہیں کوئی اچھا کہے یا برا کہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ فروعی چیزیں ہیں انہیں کبھی خاطر میں نہیں لانا چاہیئے۔ بس اپنی طرف سے جس کے ساتھ بھلائی کرنا ممکن ہو ! کرو۔ اگر بھلائی نہ کر سکتے ہو تو کوئی مجبور تو نہیں کر رہا۔ یہ خدا کے اختیار میں ہے جو ایسے آدمی کو فٹ پاتھ پر پڑا ہے، محل دے دے۔ لوگوں کے ساتھ آپ جو کچھ کر سکتے ہیں کر دیں۔

آدابِ مجلس

''اور میرے بندوں کو کہہ دو کہ بولیں تو اچھی بات بولیں۔ بلاشبہ شیطان (بری بات سے) ان میں فساد ڈلواتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔'' (القرآن)

''کسی شخص کے لئے دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے بیٹھنا صحیح نہیں ہے۔'' (الحدیث)

دو آدمی مجلس میں بیٹھ کر اگر سرگوشی کریں تو وہاں موجود دوسرے آدمیوں کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ شاید ہماری نسبت کوئی بات کہی جارہی ہے۔ اگر یہ نہیں تو اتنا گمان تو ضرور ہوتا ہے کہ ہمیں اس قابل نہیں سمجھا کہ اپنی گفتگو میں شریک کیا جائے۔ اس بدگمانی کو ختم کرنے کے لئے قرآن پاک نے مجلس میں بیٹھنے کے آداب بیان کیے ہیں اور سورۃ مجادلہ میں فرمایا ہے۔'' سرگوشی پر شیطان اکساتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو رنجیدہ کرے۔''

آدابِ مجلس

''اے مسلمانوں جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو، اللہ تمہارے لئے کشادگی کرے گا، اور اگر کہا جائے کہ اٹھ جاؤ، تو اٹھ جاؤ، اللہ ان کے رتبے اونچے کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے۔'' (القرآن)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''جب تم تین ہو تو تم میں سے دو تیسرے سے الگ ہو کر بات نہ کریں کیوں کہ اسے یہ چیز رنج پہنچائے گی۔ ہم نے عرض کیا اگر چار ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔'' تب کوئی حرج نہیں ہے۔'' (الحدیث)

کوشش کیجئے کہ آپ کی کوئی مجلس خدا اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ رہے۔ اور جب آپ محسوس کریں کہ حاضرین دینی گفتگو میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں تو گفتگو کا رخ حکمت کے ساتھ ایسے موضوع کی طرف پھیر دیجیے جس میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کا تذکرہ ہو۔ مجلس ماتھے پر شکنیں ڈالے بیٹھے رہنا غرور کی علامت ہے۔ مجلس میں غمگیں اور مضمحل ہو کر نہ بیٹھئے۔ مسکراتے چہرے کا ہشاش بشاش ہو کر بیٹھیے۔

عدل وانصاف

''اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔'' (القرآن)

''قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ایک قسم جنت میں جائے گی اور دو قسمیں دوزخ میں۔جنت کا حقدار وہ شخص ہے جس نے حق کو پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کیا اور جس قاضی نے حق کو پہچان کر فیصلہ کرنے میں ظلم کیا وہ دوزخ میں ہے۔اسی طرح جس شخص نے جہالت میں لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی دوزخ میں ہوگا۔'' (الحدیث)

مکہ فتح ہونے کے بعد عرب میں صرف طائف باقی رہ گیا تھا جو فتح نہیں ہوا تھا۔مسلمان بیس روز تک طائف کا محاصرہ کیے رہے بالآخر مسلمانوں کو محاصرہ اٹھانا پڑا۔صخر ایک رئیس تھا اس نے طائف والوں کو اتنا مجبور کیا کہ وہ صلح پر آمادہ ہوگئے۔صخر نے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔جب طائف اسلام کے ماتحت آگیا تھا تو مغیرہ شعبہ کے رہنے والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں صخر نے میری پھوپھی پر قبضہ کر لیا ہے میری پھوپھی صخر سے واپس دلائی جائے۔اس کے بعد بنو سلیم آئے اور انہوں نے کہا کہ صخر نے ہمارے سارے چشموں پر قبضہ کر رکھا ہے، ہمارے چشمے واپس دلائے جائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ صخر نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے لیکن احسان کے مقابلے میں انصاف کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔اسی وقت آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ مغیرہ کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچادو اور بنو سلیم کے پانی کے چشمے واپس کر دو۔

حق یہ ہے کہ بے خودی خودی سے بہتر
حق یہ ہے کہ موت زندگی سے بہتر
البتہ عدم کے راز ہیں سربستہ
لیکن یہ کمی ہے ہر کمی سے بہتر

حضور قلندر باباؔ اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

صبر و استقامت

''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (القران)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''مومن کی حالت بھی عجب ہوتی ہے وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے اس سے خیر اور بھلائی کا میر سمیٹتا ہے۔'' (الحدیث)

دراصل مومن ہر حالت میں ثابت قدم رہتا ہے۔ کیسے ہی حالات کیوں نہ ہو وہ کبھی ناامیدی کی دلدل میں نہیں پھنستا۔ اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا اس کا شعار ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جس طرح خوشی کا زمانہ آتا ہے اسی طرح مصائب کا دور آنا ایک رد عمل ہے۔ وہ آزمائش کے زمانے میں جدوجہد اور امن کے راستے کو ترک نہیں کرتا کیونکہ اس کی پوری زندگی ایک مہم اور جدوجہد ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سکون اور خوشی اور خارجی شے نہیں ہے یہ ایک اندرونی کیفیت ہے اس اندرونی کیفیت سے جب بندہ آشنا ہو جاتا ہے تو سکون اور اطمینان کی اس کے اوپر بارش ہونے لگتی ہے۔ ایسا بندہ ہمہ گیر طرز فکر سے آشنا ہو کر مصیبتوں، پریشانیوں اور عذاب ناک زندگی سے رستگاری حاصل کر کے اُس حقیقی مسرت و شادمانی سے واقف ہو جاتا ہے جو اللہ کے بندوں کا حق اور ورثہ ہے۔

صبر واستقامت

''اور صابر کو بشارت دے دو کہ جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہمیں اس کی طرف لوٹ جانا ہے۔'' (القرآن)

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرمائے گا اگر پہلی مصیبت پر صبر کر کے اللہ سے اجر چاہے تو میں تجھے جنت عطا کر دوں گا۔'' (الحدیث)

مومن مصائب و آلام کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور بُرے سے بُرے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا ،صبر واستقامت کا پیکر بن کر چٹان کی طرح اپنی جگہ قائم رہتا ہے اور جو کچھ پیش آرہا ہے اس کو اللہ کی مشیت سمجھ کر اسی میں خیر کا پہلو نکال لیتا ہے۔ جو لوگ صابر و شاکر مستغنی نہیں ہیں اللہ سے دور ہو جاتے ہیں اور اللہ کے دوری سکون و عافیت اور اطمینان قلب سے محرومی ہے۔ صبر و اسغناء جب کسی قوم کے مزاج میں رچ بس جاتا ہے تو معاشرہ سدھر جاتا ہے اور ایسی قوم حقیقی فلاح و بہبود کے راستوں پر گامزن ہو جاتی ہیں۔ صبر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ راضی بہ رضا رہے۔ صبر و اسغناء حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان کی سوچ اور انسان کی طرز فکر اس طرز فکر سے ہم رشتہ ہو جو اللہ کی طرز فکر ہے۔

میانہ روی

''اور نہ تو اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ لیں اور نہ اس کو بالکل کھول دے کہ تو بیٹھ جائے ملامت کا نشان بن کر تھکا ہارا۔'' (القرآن)

خوشحالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے، ناداری میں اعتدال کی روش کیا ہی اچھی ہے اور عبادت میں درمیانہ انداز کیا ہی بہتر ہے۔''(الحدیث)

ہمارے آقا و مولا سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اہل و عیال خاندان اور مسکینوں کی تربیت و سرپرستی فرماتے تو دوسری جانب سیاسی و حکومتی ذمہ داریاں بھی پوری فرماتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز میں اعتدال پسندی اور میانہ روی کے جو امر و احکام نافذ کیے وہ تمام صحابہ کے دل میں سرایت کر گئے۔ انہوں نے اپنے رہبر اعظم کے مقصد کو پہچان لیا اور ان ہی اصول و قوانین پر کاربند رہے۔

حضور قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

تجسس وہ صلاحیت جس کے ذریعے ہم کائنات کے ہر ذرے روشناسی حاصل کرتے ہیں۔اس قوت کی صلاحیتیں اس قدر ہیں کہ جب ان سے کام لیا جائے تو پ وہ کائنات کی تمام ایسی موجودات سے جو پہلے کبھی تھیں یا اب ہیں یا آئندہ ہوں گی واقف ہو جاتے ہیں۔واقفیت حاصل کرنے کے لئے ہمارا ذہن تجسس کرتا ہے۔ تجسس ایک ایسی حرکت کا نام ہے جو پوری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

قرض اور مہلت

''اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہو اگر تم میں علم ہے۔''
(القرآن)

''جس تنگ دست کو مہلت دی یا (اپنا حق) اسے معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی سختیوں سے اس کو نجات دے گا۔''
(الحدیث)

خود غرض اور نفس پرست سرمایہ داروں نے جن مصیبتوں کو انسانوں پر مسلط کیا ہے وہ بلیک مارکیٹنگ اور چور بازاری ہے جو غریبوں کے لئے عذاب الیم نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں پر جو غذائی اجناس اور دوسری اشیا کو محض نفع اندوزی کی خاطر رکھتے ہیں، بہت بڑی ذمہ داری عائد کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو لوگ غذائی اجناس اور دوسری اشیا کو ذخیرہ کر لیتے ہیں تاکہ بازار میں مصنوعی طور پر قلت ہو جائے اور قیمت بڑھ جائے تو وہ بڑے گناہ گار ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا۔'' اللہ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو خریدنے، بیچنے اور تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرتا ہے ۔''

بد گمانی

''اہل ایمان ! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی غیبت کرے۔'' (القرآن)

''بد گمانی سے بچو بد گمانی جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ برتری نہ جتاؤ۔ حسد نہ کرو ۔عداوت نہ رکھواور پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو۔اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤاور فساد برپانہ کرو۔''(الحدیث)

''غصہ، نفرت، تفرقہ ،بغض وعناداُس مشن کا تشخص ہے جو بارگاہِ ایزدی سے معتوب اور گم کردہ راہ ہے۔ یہ مشن کبر و نخوت، ضد اور ذاتی طور پر غرور کا پرچار کرتا ہے۔اس کردار میں وہ تمام عوامل کارفرماہیں جن سے بندہ اللہ سے دور ہو جاتا ہے،اس کے اوپر تاریکی گھٹا بن کر چھا جاتی ہے۔ادبار و آلام و مصائب اس طرح مسلط ہو جاتے ہیں کہ یہ خود اپنی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔بظاہر دنیا کی ہر آسودگی میسر ہوتی ہے لیکن دل میں ایک ناسور پیدا ہو جاتا ھے کہ اس کے تعفن سے روح کے اندر کے لطیف انوارات کا ذخیرہ پس پردہ چلا جاتا ہے ایسا بندہ ازلی سعادت عرفانِ حق سے محروم رہتا ہے ۔

حسنِ اخلاق

'' نیک سلوک کرو اپنے ماں باپ کے ساتھ، اپنے رشتے داروں، نادار، مسکینوں، قرابت دار پڑوسیوں، پاس بیٹھنے والے ساتھیوں، مسافروں اور اپنے محکوموں کے ساتھ۔'' (القرآن)

'' قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب سے زیادہ محبوب تم میں سے وہ ہوں گے جو اخلاق میں بہتر ہیں اور مجھ سے زیادہ دور اور زیادہ ناپسندیدہ وہ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں برے ہیں۔ جو منہ پھلا کر تکلف سے باتیں بناتے ہیں اور متکبر ہیں۔''(الحدیث)

گفتگو میں آدمی کا عکس جھلکتا ہے۔ خوش آواز آدمی کے لیے اس کی آواز تسخیر کا کام کرتی ہے۔ جب بھی کسی مجلس میں بات کرنے کی ضرورت پیش آئے وقار اور سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کیجیئے مسکراتے ہوئے نرمی کے ساتھ میٹھے لہجے میں بات کرنے والے لوگوں کو اللہ کی مخلوق عزیز رکھتی ہے۔ چیخ کر بولنے سے اعصاب میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے اور اعصابی کھنچاؤ سے بالآخر آدمی دماغی مریض بن جاتا ہے۔''

کل روزِ ازل یہی تھی میری تقدیر
ممکن ہو تو پڑھ آج جبیں کی تحریر
معذور سمجھ واعظ ناداں مجھ کو
ہیں بادہ و جام سب مشیت کی لکیر

حضور قلندر باباولیاء رحمتہ اللہ علیہ

حسنِ اخلاق

"(اللہ) غصہ پی جانے، اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔" (القرآن)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " تم میں بہترین وہی ہے جس کے اخلاق عمدہ ہوں۔" (الحدیث)

خوش خلقی اور نرم مزاجی کو پرکھنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے۔گھر والوں کے ہر وقت واسطہ رہتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاقی خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ کرے پیار و محبت سے پیش آئے۔ایک بار حج کے موقع پر "حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کا اونٹ بیٹھ گیا اور سب سے پیچھے رہ گئیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کی وہ زار و قطار رو رہی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور چادر کا پلو لے کر دست مبارک سے اُن کے آنسو خشک کئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار ہو کر رو رہی تھیں ۔

باہمی مشاورت

''اور یہ لوگ اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے کام باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے عطا کیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (القرآن)

''جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اس کو لازم ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے اس کام میں مشورہ کرلے اس صورت میں اللہ اس کو صحیح راستہ دکھادے گا۔'' الحدیث

آدمی آدمی کی دوا ہے۔ آدمی آدمی کا دوست ہوتا ہے۔ محبت اور دوستی کو پروان چڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنے دوستوں کے معاملات میں دلچسپی لیں، ان کے کام آئیں اور مالی اعانت کی استطاعت نہ ہو تو اس کے لیے وقت کا یہ ایثار کریں۔ آپ کا دوست کسی کام میں آپ سے مشورہ چاہے تو اس کی بات سنجیدگی اور اپنائیت سنیں۔ اس کی بات پر غور کریں اور جو اچھے سے اچھا حل آپ کے ذہن میں آئے اسے بتائیں۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور یہ بات پسند فرماتے تھے کہ لوگ باہمی معاملات مشورے کے بعد سرانجام دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''جس کسی سے مشورہ لیا جاتا ہے اس کو امین ہونا چاہیے۔

باہمی مشاورت

''پس ان کو معاف کرو اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لیا کرو اور پھر جب پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر توکل کرو۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں کا دوست ہے۔'' (القرآن)

''جو مسلمان کسی مسلمان کے مشورہ لے اور اپنے بھائی کو ٹھیک رائے سے آگاہ نہ کرے تو وہ خیانت کرنے والا شمار ہو گا۔'' (الحدیث)

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! عقلمندوں سے رائے لیا کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ اور ان کی نافرمانی نہ کیا کرو کیونکہ اس صورت میں تم کو ندامت اٹھانا ہو گی۔ کسی معاملے کی انجام دہی میں سمجھدار لوگوں سے مشورہ ضرور کیجئے۔ مشورہ لیتے وقت یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا یہ شخص اس شعبے سے تعلق رکھتا بھی ہے یا نہیں۔ آپ کو مکان کی تعمیر کرنی ہے تو ایسے لوگوں کو مشورہ کارگر ثابت ہو سکتا ہے جو تعمیرات کے شعبے سے تعلق رکھتے ہوں اور ان کی معلومات اس بارے میں وسیع ہوں۔ کمپیوٹر کا کوئی مسئلہ ہو تو اسے بڑھئی نہیں کر سکتا۔ کوئی شخص آپ سے مشورہ طلب کرلے تو اس کی غلط رہنمائی ہرگز مت کریں۔ اگر آپ اس بارے میں معلومات نہیں تو اچھے طریقے سے معذرت کر لیں۔ اس کا مشورہ آپ کے پاس امانت ہے۔ کسی تیسرے فریق کو یہ راز بتا کر اس امانت میں خیانت مت کیجئے۔

حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

اس دنیا سے جب بھی کوئی جاتا ہے تو کچھ بھی ساتھ نہیں لے جاتا۔ وہاں جو چیز ساتھ جاتی ہے وہ خوشی ہے اگر آپ اس دنیا میں خوش ہیں تو وہاں بھی خوشی آپ کا استقبال کرے گی۔ خوشی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب آدمی ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرے۔ جو حاصل ہے اس پر صبر شکر کے ساتھ قناعت کرے اور جو چیز میسر نہیں اس کا شکوہ نہ کرے۔ اللہ کی نعمتوں کے حصول کے لئے بھرپور جدوجہد کرے۔ ہر حال میں خوش رہنے سے بندہ راضی بہ رضا ہو جاتا ہے۔

ساقی! ترا مخمور پیئے گا سو بار
گردش میں ہے ساغر تو رہے گا سو بار
سو بار جو ٹوٹے تو مجھے کیا غم ہے
ساغر میری مٹی سے بنے گا سو بار

حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

صلوٰۃ

''اے میرے پروردگار مجھ کو اور میری نسل میں سے لوگوں کو صلوٰۃ قائم کرنے والا بنا۔'' (القرآن)

سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے، اللہ تعالی نے فرمایا۔''میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اس کا ذمہ لے لیا ہے کہ جو شخص ان پانچ نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اس کو میں اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا۔''(الحدیث)

نماز اس مخصوص عبادت کا نام ہے جس میں بندے کا اپنے خالق کے ساتھ براہ راست ایک ربط اور تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ نماز ارکان اسلام میں وہ رکن ہے جسے کوئی باہوش و حواس مسلمان کسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا۔ قرآن پاک میں تقریباً سو جگہ نماز کے قیام کی تاکید کی گئی ہے جس سے اس اہم اسلامی رکن کی فضیلت عظمت و جلالت اور اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے عبادات میں نماز کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ بندے کو روحانی کیفیت سے آشنا کرتی ہے جس سے بندہ اپنی اور اپنے ماحول میں موجود ہر چیز کی نفی کر کے اللہ تعالی کی حضوری حاصل کرتا ہے۔ نماز انسان کے باطنی حواس کے لیے ایک پاسبان کی حیثیت رکھتی ہے اور لوگوں میں اجتماعی نظم و ضبط کی تشکیل کرتی ہے۔ نماز کے اخلاقی تمدنی معاشرتی جسمانی و روحانی بے شمار فوائد ہیں نماز کی پابندی باہمی تعلقات میں استحکام پیدا کرتی ہے۔

صلوٰۃ میں ربط

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک شخص نے پوچھا۔ ''احسان کیا ہے؟''
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا خیال رکھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔'' (الحدیث)

نماز اللہ تعالی کی رحمت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ آقائے نامدار، خاتم النبیین، تاجدارِ دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی اُمت اور بنی نوعِ انسان کے لیے حصول رحمت کا ایک طریقہ عطا فرمایا جس طریقے میں انسانی زندگی کی ہر حرکت سمودی گئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اور زندگی کی ہر حرکت میں اللہ تعالی کی رحمت کے ساتھ وابستہ رہے ہم جب نماز کے اندر حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی زندگی کی کوئی حرکت ایسی نہیں ہے جس کو حضور ﷺ نے نماز میں شامل نہ کر دیا ہو مثلاً ہاتھ اٹھانا بلند کرنا ہاتھ ملانا ہاتھ باندھنا ہاتھ سے جسم کو چھونا کھڑا ہونا جھکنا لیٹنا بیٹھنا بولنا دیکھنا سننا سر گھما کر ادھر ادھر سمتوں کا تعین کرنا غرض زندگی کی ہر حالت نماز کے اندر موجود ہے مقصد واضح ہے کہ انسان خواہ کسی بھی کام میں مصروف ہو یا کوئی بھی حرکت کرے اس کا ذہن اللہ تعالی کے ساتھ قائم رہے اور یہ عمل عادت بن کر اس پر محیط ہو جائے حتیٰ کہ ہر آن، ہر لمحہ اور ہر سانس میں اللہ تعالی کے ساتھ اس کی وابستگی یقینی عمل بن جائے۔

صلوٰۃ کی پابندی

''یہ ایسی کتاب ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ان لوگوں کو ہدایت بخشتی ہے جو متقی ہیں اور متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر یقین رکھتے ہیں اور قائم کرتے ہیں صلوٰۃ اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں''۔(القرآن)

''لوگو! نمازی جب نماز میں مشغول ہوتا ہے تو اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اس کو جاننا چاہیے کہ وہ کیا عرض معروض کر رہا ہے۔'' (الحدیث)

ہر نبی نے اللہ تعالی کے حکم سے اپنی امت کے لیے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے اس پروگرام میں بنیادی بات یہ رہی ہے کہ بندے کا اللہ کے ایک رشتہ قائم ہو جائے۔انبیائے کرام نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس لئے تخلیق کیا ہے کہ بندے اللہ تعالی کو پہچان لیں اور ان کا ذہنی ارتباط اللہ تعالی کے ساتھ قائم و دائم رہے قربان جایئے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے محبوب پر کہ جنہوں نے اللہ تعالی کے ساتھ ربط قائم کرنے کے لیے قیام صلوۃ کی صورت میں ایک طریقہ متعین فرمادیا ہے جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں عرض کر چکے ہیں کہ غور و فکر کرنے کے بعد یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں زندگی کا ہر عمل اور ہر حرکت موجود ہے۔ہم ہے گو یہ اعمال و حرکات بظاہر جسمانی ہیں لیکن ان کا مقصد اللہ تعالی کے سامنے حضوری عرفانِ حق کا حصول ہے۔

حضور قلندر باباولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

کسی بھی مذہب یا مسلک کے بڑوں، بزرگوں کو کبھی برا مت کہیں۔ جب آپ کسی مذہب کے بڑوں کو بُرا نہیں کہیں گے تو ظاہر ہے اس مذہب کے افراد آپ کے مذہب کو بڑوں کو بھی برا نہیں کہیں گے یہی وہ اخلاق حسنہ ہے جس کی تعلیم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں دی ہے۔

روزہ

رمضان کا مہینہ جس میں نازل ہوا قرآن جس میں ہدایت لوگوں کے واسطے اور راہ پانے کی کھلی نشانیاں۔(القرآن)

''لوگو! تم پر ایک عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ ہمدردی غمخواری کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں رزق بڑھادیا جاتا ہے جو کوئی اس مہینے میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے اسے بھی روزہ دار کے برابر اجر ملتا ہے۔''(الحدیث)

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ روزہ رکھنے سے جسمانی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور آدمی کے اندر لطیف روشنیوں کا بہاؤ تیز ہو جاتا ہے روشنیوں کے بہاؤ سے آدمی کے ذہن کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔اتنی بڑھ جاتی ہے کہ کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں۔

روزہ اور صبر

''اللہ سختی نہیں چاہتا تاکہ روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور یہ روزہ حاصل اس لئے فرض ہوا تاکہ تم اللہ کی اس ہدایت دینے پر اس کی بڑائی کرو اور تاکہ تم شکر بجالاؤ۔''(القرآن)

''یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا آئے گا۔''(الحدیث)

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے روزے کے عظیم فوائد اور بے پایاں اثرات کو بیان کیا جائے تو اس کے لیے ہزاروں ورق بھی ناکافی ہوں گے۔ مختصر یہ کہ روزہ امراضِ جسمانی کا مکمل علاج ہے۔ روحانی قدروں میں اضافہ کرنے کا ایک موثر عمل ہے۔ برائیوں سے بچنے کے لئے ایک ایسی ڈھال ہے جس کا کوئی توڑ نہیں۔ روزے دار ایک مخصوص دروازے سے جنت میں داخل ہوں گے۔ قیامت کے دن روزہ بندہ کی سفارش کرے گا جس نے پورے ادب و احترام کے ساتھ روزہ کو خوش آمدید کہا تھا روزہ رکھنے سے جسمانی کثافتوں سے دور ہو جاتی ہیں اور آدمی کے اندر لطیف روشنیوں کا بہاؤ تیز تر ہو جاتا ہے روشنیوں کے تیز بہاؤ سے آدمی کے ذہن کی رفتار بڑھ جاتی ہے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ جس کے سامنے فرشتے آجاتے ہیں اور وہ غیب کی دنیا میں اپنی رُوح کو سیر کرتے دیکھتا ہے۔

انجان ہی جسم میں بسایا مجھ کو
انجان ہی دنیا میں بلایا مجھ کو
انجان جہاں کے ہیں مجھے بھیجا تھا
انجان جہاں میں ہی اُٹھایا مجھ کو

حضور قلندر باباؤلیاءرحمتہ اللہ علیہ

مراقبہ اور غارِ حرا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند روز یا چند ہفتے غار حرا میں قیام فرمانے کے بعد گھر واپس تشریف لے آتے تھے۔ رشتے داروں اور اعزاء، اقرباء اور دوستوں سے ملاقات کے بعد واپس غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے کھانے کے لئے ستو، کھجوریں اور پانی ساتھ ہوتا تھا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں ذہنی یکسوئی کنسنٹریشن کے لیے تشریف لے جاتے تھے روحانی علوم کے نقطہ نظر سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں مراقبہ فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن حقیقت کائنات اور اللہ رب العزت کی ذات پر مسلسل مرکوز تھا جب یہ مرکزیت اپنی حد تک پہنچ گئی تو غیب مشاہدے میں آگیا۔ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ملائکہ پر پڑی اور ملاء اعلیٰ کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام سامنے آگئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی معرفت تعلیمات کا سلسلہ شروع ہوا اور خداوندی نے براہ راست تعلیمات دیں۔ جس کا تذکرہ معراج شریف کے واقعہ میں بیان ہوا ہے۔

مراقبہ اور سورہ مزمل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں مراقبہ سے فارغ ہوئے تو آپ کو ایک اور حکم ربانی ملا "اے کپڑوں میں لپٹنے والے! رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات (کہ اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو) یا اس سے نصف کسی قدر کم کر دو۔ نصف سے کسی قدر بڑھا دو اور قرآن خوب صاف صاف پڑھو۔ ہم تم پر ایک بھاری حکم ڈالنے کو ہیں"۔ (القرآن)

رات کے اوقات میں جب ظاہری حواس پر سستی طاری ہوتی ہے اور باطنی حواس بیداری کی طرف مائل ہوتے ہیں اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے متواتر کھڑا رہنے سے آپ ﷺ کے پیروں میں ورم آ جاتا تھا۔ ذہنی یکسوئی اور جسمانی بیداری کے ساتھ یہ قیام اس تعلق کو مضبوط تر کرتا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم غیب خداوندی سے حاصل تھا جیسے جیسے انشراح حاصل ہوتا گیا غیبی مشاہدات اور روحانی عروج بڑھتا گیا۔ انہی احکامات کے سلسلے میں ایک حکم یہ ہے۔

"سب سے قطع تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ جو مشرق اور مغرب کا رب ہے۔" (القرآن)

روحانیت کی اصطلاح میں یہ کوشش جس میں تمام ذہنی رجحانات کو ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف موڑ دیا جائے، مراقبہ ذات کہلاتی ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق حاصل کرنا ہی ساری ہوں۔ ان پاکیزہ نفس لوگوں کے لئے جن کا اللہ تعالیٰ سے ذہنی رابطہ قائم ہو جاتا ہے اللہ کا فرمان ہے

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیاوی زندگی کی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی۔" (القرآن)

مراقبہ اور صلوٰۃ

تمام انبیاء کی طرح نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ نے حکم ربانی کے مطابق احکامات وعبادات کا ایک دستور امت کو عطا کیا ہے۔ اس دستور میں اس بات کا پورا خیال رکھا گیا ہے کہ ہر طبقے اور ہر سطح کا شخص اس پر عمل کر سکے اور اس عمل کے نتیجے میں سے تعلق کا عکس شعور کی سطح پر بار بار پڑتا رہے۔ کلمہ طیبہ کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن صلوٰۃ ہے۔ صلوٰۃ کسی شخص کے اندر اللہ تعالیٰ کے سامنے موجود ہونے کا تصور بیدار کرتی ہے اور بار بار یہ عمل دہرانے سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ صلوٰۃ میں زندگی کی تمام حرکات سمودی گئی ہیں تاکہ آدمی زندگی کا کوئی بھی عمل کر رہا ہو، اللہ تعالیٰ کا تصور اس سے جدا نہ ہو۔

صلوٰۃ سے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے

" جب تم نماز میں مشغول ہو تو یہ محسوس کرو کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں یا یہ محسوس کرو کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔" اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل ذہنی رجوع ہے۔ چناچہ صلوٰۃ محض جسمانی اعضاء کی حرکت اور مخصوص الفاظ کے دہرانے کا نام نہیں ہے۔ نماز میں قیام، رکوع و سجود اور تلاوت جسمانی وظیفہ ہے اور رجوع الی اللہ وظیفہ روح ہے۔ صلوٰۃ اپنی ہیئت ترکیبی میں جسمانی اور فکری دونوں حرکات پر مشتمل ہے۔ جس طرح جسمانی اعمال ضروری ہیں اسی طرح تصور و توجہ کا موجود ہونا بھی لازمہ صلوٰۃ ہے۔ ان دونوں اجزاء کو تمام تر توجہ سے پورا کرنا اور ان کی حفاظت کرنا قیام صلوٰۃ ہے۔

حضور قلندر بابااولیار حمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

انسانی گفتگو میں مبالغہ بہت ہوتا ہے اور یہ ایسی بشری کمزوری ہے جس پر کوئی آدمی قابو نہیں پا سکتا۔اس کمزوری سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ کبھی کسی آدمی کو بُرامت کہو۔اگر وہ بُرا ہے تو وہ جانے اور اللہ تعالیٰ جانے۔اگر آپ کسی کو اچھا کہیں گے اور اس میں مبالغہ بھی شامل ہو گیا تو اس کی جزا نہیں ملی تو سزا بھی نہیں ملے گی اس لئے سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ کوئی آدمی بُرا ہو یا اچھا اسے اچھا ہی سمجھا جائے۔

ذکر الٰہی

بیشک اطمینان قلب تو اللہ کے ذکر ہی سے حاصل ہوتا ہے۔(القرآن)

ان اشخاص کی مثال جو اللہ رب العالمین کو یاد کرتے ہیں زندوں کی سی ہے اور جو ذکر الٰہی نہیں کرتے وہ مردوں کی طرح ہیں۔(الحدیث)

اگر طرز فکر اور رویوں میں خلوص و ایثار ہے اللہ کی مخلوق کی بھلائی ہے اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے مطابق اخلاق حسنہ پر عمل ہے تو یہ سب اعمال۔اعمال صالحہ ہیں۔اللہ کی نشانیوں پر غور کرنا، اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنا اور رسولوں کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذکر سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کی تعلیم کو لازمی پکڑو اور ذکر الٰہی کرو۔اس عمل سے آسمانوں میں تمہارا ذکر ہو گا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہو گا۔

ذکر الٰہی اور دل کی صفائی

'' اے اہلِ ایمان تم اللہ تعالٰی کو کثرت سے یاد کیا کرو۔'' (القرآن)

سیدنا حضور علیہ اصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔'' ہر چیز کے لئے صفائی کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی کے لئے اللہ کا ذکر ہے۔''
(الحدیث)

حضرت ابن عباسؓ اس ایت کی تفسیر میں فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی ایسی عبادت فرض نہیں کی کہ اس میں معذور آدمی کا عذر قبول نہ فرمایا ہو مگر ذکر الٰہی ایسی عبادت ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ کوئی اللہ کے ذکر سے معذور نہیں البتہ مغلوب الحال کا معاملہ الگ ہے اور فرمایا اللہ کا ذکر کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، رات ہو یا دن، ذکر دل سے ہو، زبان سے ہو خشکی میں سمندر میں ہو۔ بندہ خوشحال ہو یا غریب الحال ہو، تندرست ہو یا بیمار جس حال میں بھی ہو بندہ کو چاہیئے کہ اللہ کا ذکر کرتا رہے۔

ذکر الٰہی عاجزی

''یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں خشیت اور عاجزی کے ساتھ آہستہ آواز سے ہر صبح و شام اور تمہارا شمار غافلوں میں نہ ہو۔'' (القرآن)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
''یہ عمل مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے کہ ذاکرین کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک ذکر الٰہی کروں۔'' (الحدیث)

روحانی اسکول اور کالجوں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ذکر کرایا جاتا ہے تاکہ سالکین کے لطائف رنگین ہوں اور ان کے اوپر اللہ کا رنگ غالب آجائے۔ طلباء طالبات کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، وضو بے وضو، ہر حال میں اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں۔ ہر سلسلہ میں کسی نہ کسی اسم کا ورد کرایا جاتا ہے مثلاً سلسلہ عظیمیہ کا ورد ''یا حی یا قیوم'' ہے۔ چلتے پھرتے، وضو بے وضو، اُٹھتے بیٹھتے، پاکی ناپاکی کی ہر حال میں سالکین کو ''یا حی یا قیوم''
پڑھنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ جب کوئی بندہ جلی یا خفی ذکر کرتا ہے اس کے اندر VIBRATION کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے حواس ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اچھی ہے بُری ہے دہر فریاد نہ کر
جو کچھ گزر گیا اُسے یاد نہ کر
دو چار نفس عمر ملی ہے تجھ کو
دو چار نفس عمر کو برباد نہ کر

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ

تفکر اور عبادت

''آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔'' (القرآن)

حضرت سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہ کہ

''کائنات میں گھڑی بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔'' (الحدیث)

اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے گونگے بہرے رہ کر زندگی نہ گزاریں۔ خالق چاہتا ہے کہ غور و فکر سے متعلق اللہ تعالی نے بندہ کو جو صلاحیتیں دی ہیں۔ ان کو استعمال کیا جائے۔

''آپ ﷺ کہہ دیجئے، مشاہدہ کرو جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمینوں میں''

کیا تم مشاہدہ نہیں کرتے؟

کیا تم غور و فکر نہیں کرتے؟

اللہ تعالی کی نظر میں بدترین مخلوق وہ لوگ ہیں جو گونگے بہرے ہیں گونگے بہروں کی سی زندگی گزارتے ہیں اور عقل تدبر سے کام نہیں لیتے۔

گھڑی بھر کا تفکر

''بیشک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور تمہاری پیدائش میں بھی اور جانوروں میں بھی جن کو وہ پھیلاتا ہے یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔'' (القرآن)

حضرت سید البشر رحمت اللعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

''کائنات میں گھڑی بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔'' (الحدیث)

کائنات میں تفکر کرنے والا بندہ اور روحانی سائنس کا طالب علم اپنے مشاہدہ اور تجزیہ Analysis کی بناء پر اس مقصد سے آشنا ہوتا ہے کہ کائنات میں عناصر کی ترتیب، ہم آہنگی، نظم، افادیت و مقصدیت شعور کی کارفرمائی نہیں ہے۔ کوئی طاقت ہے کوئی ہستی ہے جس کے حکم پر ازل تا ابد نظام حیات کائنات قائم ہے اور اس سارے نظم میں تمام عناصر، تمام مناظر اور سب مظاہر معین مقداروں پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے سے ہم آہنگ اور ہم رشتہ ہیں۔ پاک اور بلند مرتبہ ہے وہ ذات جس نے تخلیق کیا معین مقداروں کے ساتھ اور ہدایت بخشی۔ (القرآن)

قرآن کی تلاوت

محمد ﷺ نے فرمایا۔'' تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔'' (الحدیث)

قرآن پاک نوع انسانی پر اللہ تعالیٰ کا انعام عظیم ہے۔ جو اس نے اپنے حبیب ﷺ کے ذریعہ ہم پر کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے اور اس میں ہدایت کے طلبگاروں کے لئے سامان نجات ہے۔ اس مقدس صحیفہ میں سب کچھ ہے۔ معشیت اور معاشرت کے اصولوں سے لے کر تخلیق و تسخیر کائنات کے فارمولے اس میں موجود ہیں۔ کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات ایسی نہیں ہے جو اس کے دائرہ بیان میں نہ آتی ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کا حق ہم پہ یہ بتاتے ہیں'' کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی برکت والی تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔'' (القرآن)

چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ قرآن پاک کو محض ثواب و برکت کا ذریعہ سمجھ کر بے سوچے سمجھے نہ پڑھیں یا طاقوں کی زینت بنا کر نہ رکھیں بلکہ اس میں تفکر کریں جیسا کہ غور و فکر کرنے کا حق ہے۔

اللہ رب العزت نے فہم قرآن عطا کرنے کا ذمہ خود لے لیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ

''ہم نے قرآن کا سمجھنا آسان کر دیا ہے، کیا ہے کوئی سمجھنے والا؟''۔(القرآن)

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ہم پر بھی لازم ہے کہ اس عطیۂ خداوندی سے فیض اُٹھاتے ہوئے قرآن پاک میں غور و فکر کو اپنا شعار بنائیں تاکہ ہماری روحیں نور ہدایت سے منور ہو جائیں اور ہم ان صفات کو حاصل کر سکیں جن سے بندے کے لئے آسمان و زمین مسخر ہو جاتے ہیں۔

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ نے فرمایا

انفرادی سوچ بے کار ہے جبکہ اجتماعی سوچ انسان کا حاصل ہے۔ جس کے ذریعے کوئی انسان کشش ثقل کو توڑ سکتا ہے۔اس کے بر عکس انفرادی سوچ سے آدمی کشش ثقل کو نہیں توڑ سکتا۔

توبہ اور گناہ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں۔(القرآن)

ہر آدمی خطاکار ہے۔ان خطاکاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو سچے دل سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔(الحدیث)

اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کیجئے۔اس ہی کے سامنے گڑگڑایئے اور اسی عفو ودر گزر کرنے والی ستار العیوب، غفار الذنوب ہستی کے سامنے اپنی عاجزی، بے کسی خطاؤں کا اعتراف کیجیئے۔عجز وانکساری خطار کار انسان کا وہ سرمایہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاسکتا ہے۔اگر کوئی شخص اس قیمتی اور انمول سرمایہ کو اپنے ہی جیسے مجبور وبے کس انسانوں کے سامنے پیش کرتا تو وہ دیوالیہ ہو جاتا ہے اور ذلیل ورسوا ہو کر در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔

توبہ اور ندامت

"اور آپ کا پروردگار گناہوں کو ڈھانپنے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے اگر وہ ان کے "کرتوتوں پر ان کو فوراً پکڑنے لگے تو عذاب بھیج دے مگر اس نے اپنی رحمت سے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اور یہ لوگ بچنے کے لئے اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ پائیں گے۔"
(القرآن)

بندہ جب گناہ کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے الحدیث

گناہ سرزد ہو جائیں تو توبہ کرنے میں کبھی تاخیر نہ کریں۔اظہارِ ندامت کے ساتھ انکساری کے ساتھ عاجزی کے ساتھ اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر معافی طلب کیجیے۔توبہ استغفار کے روح مجلیٰ ہو جاتی ہے اور قلب دُھل جاتا ہے نہایت خلوص اور سچائی کے ساتھ توبہ کرنے سے انسان کی زندگی بدل جاتی ہے ہے

دُعا

''اپنے پروردگار سے عاجزی اور چپکے سے دعا مانگا کرو بے شک اللہ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور مت پھیلاؤ زمین پر فساد اصلاح کے بعد اور دعا مانگو خوف اور طمع میں بے شک اللہ کی رحمت نیک عمل کرنے والوں کے قریب ہے۔''(القرآن)

''بندہ جب گناہ کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے ۔''(الحدیث)

دعا ایک ایسی عبادت ہے جس کا بدل دوسری عبادت نہیں ہے دعا ایک ایسا عمل ہے جس میں انسان فی الواقع اپنی نفی کر دیتا ہے اور اپنے پروردگار کے سامنے وہ کچھ بیان کر دیتا ہے جو کسی قریب ترین عزیز سے نہیں کہہ سکتا۔ بے شک دعا قبول کرنا اور کارسازی کے سارے اختیارات اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھے ہیں۔ کائنات میں جاری و ساری نظام پر غور کیا جائے تو اللہ کے سوا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اور یہ جو اختیار کی بات کی جاتی ہے اس میں بھی اللہ کا ہی اختیار کام کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اختیار استعمال کرنے کی توفیق دی ہے۔ مخلوق، خالق کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو بندوں کی پکار سنے اور ان کی دعائیں قبول کرے۔

محرم نہیں راز کا، وگرنہ کہتا
اچھا تھا کہ اک ذرہ ہی آدم رہتا
ذرہ سے چلا، چل کر اجل تک پہنچا
مٹی کی جفائیں یہ کہاں تک سہتا

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ

دُعا اور عبادت

"مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے روگردانی کرتے ہیں وہ ضرور ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔" (القرآن)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے
"تم میں سے جس شخص کو دعا مانگنے کی توفیق مل گئی تو سمجھو گویا اس کے اوپر رحمت کے دروازے کھل گئے۔" (الحدیث)

اللہ تعالی سے وہی کچھ مانگیے جو حلال اور طیب ہے۔ دعا میں خشوع وخضوع ضروری ہے۔ خشوع اور خضوع سے مراد یہ ہے کہ بندے کے دل میں اللہ تعالی کی عظمت موجود ہو، سر اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں، آنکھیں نم ہوں، انداز واطوار سے مسکینی اور بے کسی ظاہر ہو رہی ہو۔ دعا چپکے چپکے اور دھیمے انداز میں مانگیے۔

دعاؤں کے ساتھ عمل نہ ہو، کردار نہ ہو، اخلاص نہ ہو تو یہ دعائیں بھی زمین کے کناروں سے باہر نہیں نکلتیں۔ اللہ تعالی کے قانون کے مطابق وہ دعائیں مقبول ہوتی ہیں جن کے ساتھ مسلسل اور پیہم عمل ہو۔

درود و اسلام

اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجتے رہا کرو القرآن

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اس کو معاف فرماتا اور درجات بلند فرماتا ہے الحدیث

ہر سال محافل میلاد بہت عقیدت و احترام سے منعقد کی جاتی ہیں لیکن ایسا نظر آتا ہے کہ لوگوں کا ذوق و شوق سے ان محفلوں میں شریک ہونا صرف نشستن گفتن و برخاستن ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ امت مسلمہ کی بد نصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ چودہ سو سال سے ہزار ہا تقاریر سننے لاکھوں کلمات کا مطالعہ کرنے اور کروڑہا بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے باوجود وہ تفرقہ کا شکار ہے آج مسلمانوں کی پہچان یہ بن گئی ہے کہ وہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور فرقہ بندی اور گروہ بندی کے تذکرے کے بغیر مسلمان کی شناخت بھی نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یہ کوشش فرمائی کہ سارے مسلمان بھائی بن کر رہیں ایک دوسرے سے نہ لڑیں، حق تلفی نہ کریں اور محبت کے ساتھ رہیں۔ بھائی کو بھائی سے لڑانا مسلمانوں کو آپس میں دست و گریبان کر کے خون خرابہ کرنا شیطان کا مشن ہے۔ اگر کوئی شیطانی خصلتوں یعنی تعصب، نفرت حقارت و تفرقہ کو اپناتا ہے تو وہ ایسے راستے پر چل پڑتا ہے جو شیطان کا پسندیدہ ہے۔

تقویٰ

''یہ کتاب تقوی والوں کو راہ دکھاتی ہے۔'' (القرآن)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
''تقوی یہاں ہے اور یہ کہہ کر دل کی طرف اشارہ فرمایا۔''(الحدیث)

یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت دیتی ہے جو اپنے اور اللہ کے بارے میں ذوق رکھتے ہیں۔(القران)
غیب سے مراد وہ حقائق ہیں جو انسان کے مشاہدات کے باہر ہیں۔ وہ سب کے سب اللہ کی معرفت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایمان سے مراد یقین۔ یقین وہ حقیقت ہے جو تلاش میں سرگرداں رہتی ہے اس لیے نہیں کہ اسے کوئی معاوضہ ملے گا بلکہ صرف اس لئے کہ طبیعت کا تقاضا پورا کرے۔ متقی سے مراد وہ انسان ہے جو سمجھنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتا ہے، ساتھ ہی بد گمانی کو راہ نہیں دیتا، وہ اللہ کے معاملے میں اتنا محتاط ہے کہ کوئی روپ اسے دھوکا نہیں دیتا وہ اللہ کو بالکل الگ سے پہچانتا ہے اور اللہ کے کاموں کو بالکل الگ سے جانتا ہے۔

شکر گزاری

''تو اللہ نے تم کو جو حلال اور پاک چیزیں دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس کی نعمت کا شکر کرو، اگر تم اُسی اللہ کو پوجتے ہو۔''(القرآن)

''اے اللہ مجھے اپنا ذکر کرنے والا، اپنا شکر کرنے والا، اپنا فرمابردار، اپنا عاجز اپنے در کا آہیں بھرنے والا اور اپنی جانب لوٹنے والا بنا۔''
(دعائے محبوب الٰہی)

اگر تم اللہ کے پھیلائے ہوئے وسائل کو صبر و شکر کے ساتھ خوش ہو کر استعمال کرو گے تو اللہ خوش ہو گا کہ یہ سارے وسائل تمہارے لئے تخلیق کئے گئے ہیں۔ آج کا انسان اگر اچھا لباس پہننا ترک کر دے اور صرف کھدر کا لباس پہننے لگے تو ہزاروں فیکٹریاں بند ہو جائیں گی۔ فیکٹریاں بند ہو جانے سے لاکھوں انسان بھوکے مر جائیں گے۔ آسائش و آرام کے وسائل سے فائدہ اٹھانا منسوخ کر دیا جائے تو اللہ کی مخلوق تہی دست اور مفلوک الحال ہو جائے گی۔ شکر کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو استعمال کیا جائے اور صبر یہ ہے کہ بندہ راضی بہ رضا رہے۔ اور جب بندے شکر کا کفران کرتے ہیں اور صبر سے خود کو آراستہ نہیں کرتے تو ان کے دل میں دنیا کی محبت جا گزیں ہو جاتی ہے اُس دنیا کی محبت جو عارضی اور فانی ہے۔

اللہ کی محبت

''کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔''(القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالی اپنے کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر آسمان میں منادی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے، لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور پھر زمین میں اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔(الحدیث)

ایمان ایک ایسا جوہر ہے جس کی چاشنی اور حلاوت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہے ہے مگر یہ حلاوت اور چاشنی اس بندے کو حاصل ہوتی ہے جو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ اللہ کو محبوب رکھتا ہے۔ اللہ سے جو لوگ مھبت کرتے ہیں اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ اللہ سے محبت کے دعوے کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے اور یہ دعوی اللہ کی نظر میں اس وقت قابل قبول ہوتا ہے جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔

دین میں آسانی

سکھلاؤ اور آسانی پیدا کرو۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا اور جب غصے کا غلبہ ہو تو خاموش ہو جاؤ ۔(الحدیث)

لوگو اعمال میں اپنی برداشت کا خیال رکھو۔ ورنہ تم ہی اکتا جاؤ گے نہ کہ اللہ کریم ! ،اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو جاری رہے اگرچہ مختصر ہو۔"(الحدیث)

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ نے قسم کھائی کہ وہ تین کام کرتے رہیں گے

۱۔رات کو جاگ کر عبادت کریں گے۔

۲۔ہمیشہ روزے رکھیں گے۔

۳۔اپنی بیوی سے دور رہیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو انہیں طلب کیا اور ارشاد فرمایا کیا تم میری سنت سے منحرف ہو گئے ہو؟ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی قسم آپ ہی کی سنت سمجھ کر تو یہ قسم کھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مگر میں تو شب کو سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں (نفلی) روزے کے ساتھ ناغہ بھی کرتا ہوں۔ نکاح پر بھی میرا عمل ہے۔اے عثمان اللہ سے ڈرو۔ تم پر تمہارے بیوی بچوں کا، مہمان کا اور اپنی ذات کا بھی حق ہے۔لہذا روزہ بھی رکھو اور ناغہ بھی کرو۔ نماز بھی ادا کرو اور آرام کرو (الحدیث)

مقصدِ حیات

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ اِیۡمَانًا اَھۡتَدِیۡ بِہٖ وَ نُوۡرُ اَقۡتَدِیۡ بِہٖ وَرِزۡقًا حَلَالُ اُکۡتَفِیۡ بِہٖ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ اُحِبُّكَ بِقَلۡبِیۡ کُلِّہٖ وَاُرۡضِیۡكَ بِجَھۡدِیۡ کُلِّہٖ.

اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جس سے میں ہدایت حاصل کرتا رہوں اور ایسے نور کا متمنی ہوں جس کی روشنی میں چلوں اور رزق حلال کا متلاشی ہوں جس پر قناعت کروں۔ اے اللہ مجھے ایسا بنادے کہ دِل کی گہرائیوں سے تجھ سے محبت کروں اور اپنی ساری کوششیں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے صرف کردوں۔

اِک لفظ تھا، اِک لفظ سے افسانہ ہوا

اِک شہر تھا، اِک شہر سے ویرانہ ہوا

گردوں نے ہزار عکس ڈالے ہیں عظیم

میں خاک ہوا، خاک سے پیمانہ ہوا

حضور قلندر بابا اولیاءؒ

خود آگاہی

جب کوئی بندہ یا بندی اپنے مقصد سے آشنا ہو جاتا ہے۔ تو اس کی زندگی کی نہج بدل جاتی ہے، اس کی طرزِ فکر انبیاء کرام کی طرزِ فکر کے مطابق ہو جاتی ہے۔ زندگی کے مقصد سے اگاہی عطا کر دینا کوئی معمولی اور غیر اہم بات نہیں۔ یہ انتہائی بنیادی اور اس قدر اہم نکتہ ہے کہ اگر کوئی بندہ اپنی زندگی کے مقصد سے واقف نہ ہو تو وہ ساری زندگی بھٹکتا رہتا ہے۔ کبھی وہ دنیا کے ارام و آسائش کو، کبھی اولاد کو، کبھی عزت و شہرت کو، اور کبھی اقتدار کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے۔ چونکہ یہ سب کچھ عارضی، فکشن اور غیر اختیاری ہے چناچہ جب یہ عارضی، فکشن اور غیر اختیاری چیزیں اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔ تو وہ خود کو رسوا مفلوک الحال، سائل اور بے نوا محسوس کرتا ہے۔ اگر کسی بندے کو اپنی زندگی کے اصل مقصد کا علم ہو جائے اور وہ اس کے حصول کی جدوجہد شروع کر دے۔ تو اس کے اندر اطمینان قلب پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا بندہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور و فکر کرتا ہے۔ یوں اس کی ذہنی استعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس کے علم میں یہ بات آجاتی ہے کہ آسمان اور زمین کیا ہیں اور آسمانوں اور زمین میں زندگی کن فارمولوں پر متحرک ہے۔ ایسا بندہ یہ بھی جان لیتا ہے۔ کہ فرشتے اور جنات کی نوع میں زندگی اور اس کے تقاضے کیا ہیں اور فرشتوں اور جنات کو پیدا کرنے میں اللہ کا منشا کیا ہے۔ دنیا کی عارضی اور فکشن خواہشات کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے والوں کی زندگیاں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ آپ مطالعہ پڑھ لیجیئے! ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا شہنشاہ ایران کی مثال تو سامنے کی ہے۔ وہ اپنے ساتھ کیا کچھ لے گیا؟ ذلت و رسوائی کی موت مر گیا! ساتھ تو کچھ بھی نہیں لے کر گیا۔

عرفان

اللہ تعالیٰ کے منتخب اور فرستادہ بندے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے پیروکار اولیااللہ کی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسان کے اندر ایسا علم جستجو اور تڑپ داخل کر دیتے ہیں جس کی بناء پر وہ اپنے مقصد کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ایک حدیث قدسی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''میں چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں سو میں نے محبت کے ساتھ مخلوق کو تخلیق کیا'' انسان کی پیدائش کا مقصد اس حدیث قدسی سے واضح ہو جاتا ہے۔لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کسی بندے نے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل نہ کیا اور اس کے عرفان کے حصول کی جستجو بھی نہ کی تو وہ جانوروں کی طرح پیدا ہوا، جانوروں کی زندہ رہا اور جانوروں کی طرح مر گیا۔حیوانیت کے دائرے سے نکلنے کے لئے آدمی کو اپنی تخلیق کا مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کے عرفان کی جستجو کرنا ہو گی۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ کا یہ اعزاز ہے کہ سیدنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ نوع انسانی کو یہ فرق سمجھ جائے کہ Physical Body انسان کا لباس ہے۔اسل انسان روح ہے۔نوع انسانی جب تک ان دونوں وجود کو الگ الگ کر کے نہیں سمجھے گی اور ان دونوں میں امتیاز نہیں کرے گی کبھی سکون آشنا نہیں ہو سکے گی۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ کی تعلیمات یہ ہیں کہ ہر انسان کے اندر دو وجود ہیں۔ایک وجود اس کو اسفل السافلین میں لے جاتا ہے اور دوسرا وجود اسے اللہ سے قریب کر دیتا ہے۔اور دونوں وجود آپ کے ساتھ ہمہ وقت متحرک رہتے ہیں۔ایک وجود فکشن ہے اور دوسرا وجود حقیقی ہے۔جس روز آپ نے اپنے حقیقی وجود کو پہچان لیا اسی روز آپ اپنے رب کو پہچان لیں گے۔

صراط مستقیم

''(اے اللہ) آپ ہمیں سیدھا راستہ دکھایئے۔ ان لوگوں کا راستہ جن کو آپ نے اپنے انعام سے نواز۔ مغضوب اور معتوب لوگوں کے راستوں سے بچایئے۔'' (القرآن)

''میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں سو میں نے محبت کے ساتھ مخلوق کو تخلیق کیا۔'' (حدیث قدسی)

صراط مستقیم پر گامزن ہو کر دین کی خدمت کرنا

جتنے بھی روحانی سلاسل ہیں ان سب کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایک متعین راستے پر چل کر منزل تک پہنچا جائے یا پہنچنے کے لئے قدم بقدم چلنے کی کوشش کی جائے۔ یہ متعین راستہ وہ ہے جو انبیاء کرام سے نوعِ انسانی کو منتقل ہوا ہے۔ انبیائے کرام کی طرزِ فکر کے مطابق یہ متعین راستہ صراطِ مستقیم ہے۔ یعنی ایسا راستہ جس میں اللہ اور اللہ کے فرستادہ بندوں کی طرزِ فکر شامل ہو۔ سلسلہ عظیمیہ کے اغراض و مقاصد میں ایک ہی بات کا اعادہ ہے کہ آدمی اس وقت انسان کہلا سکتا ہے۔ جب وہ اپنے ظاہری یا جسمانی وجود اور باطنی وجود سے باخبر ہو۔ جب تک انسان ظاہری و باطنی وجود اور دونوں کے باہمی رشتے سے واقف نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کے راستے پر چلتا تو ہے لیکن باطنی دنیا سے ناواقف ہونے کی وجہ سے وہ صرف ظاہری دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ جب انسان اپنی اصل (روح) سے واقف ہو جاتا ہے تو وہ خالق کو پہچان لیتا ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہو جاتا ہے۔

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ نے فرمایا

جو نور پوری کائنات میں پھیلتا ہے اس میں ہر قسم کی اطلاعات ہوتی ہیں جو کائنات کے ذرہ ذرہ کو ملتی ہیں۔ ان اطلاعات میں چکھنا، سونگھنا، سننا، دیکھنا، محسوس کرنا، خیال کرنا، وہم و گمان وغیرہ وغیرہ زندگی کا ہر شعبہ، ہر حرکت، ہر کیفیت کامل طرزوں کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔ ان کو صحیح حالت میں وصول کرنے کا طریقہ صرف ایک ہے۔ انسان ہر طرز میں، ہر معاملہ میں، ہر حالت میں کامل استغنیٰ رکھتا ہو۔ مسخ کرنے والے اس کی اپنی مصلحتیں ہیں۔ جہاں مصلحت نہیں ہے، وہاں استغنیٰ ہے، غیر جانبداری ہے اور اللہ کا شعار ہے۔

دین کی خدمت

" تم خیرِ امت ہو جو سارے انسانوں کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے اور بُرائی سے روکتے ہو اور اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہو۔" (القرآن)

"اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت فرمادے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں کی دولت سے بھی بہتر ہے۔" (الحدیث)

صراط مستقیم پر گامزن ہو کر دین کی خدمت کرنا

اللہ کے مشن (دین) کو پھیلانا ہر امتی پر فرض ہے۔اس فرض کی ادائیگی کے لئے پہلے خود اپنا عرفان حاسل کریں۔خود آگاہی اور اپنی ذات کا عرفان ایسی روحانی کامیابی ہے۔ جس کے ذریعہ انسان اپنی دعوت کا سچا نمونہ بن جاتا ہے۔جو کچھ کہتا ہے عمل و کردار سے اس کا اظہار ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی، دینی اور روحانی مشن کو عام کرنے کے لئے لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔تو پہلے خود اس کی مثال قائم کرتا ہے۔اللہ کو یہ بات انتہائی ناگوار گزرتی ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے والے خود بے عمل ہوں۔

صراط مستقیم پر گامزن ہو کر

" اللہ نے تمہیں منتخب فرمالیا ہے اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے۔ پیروی کرو اس دین کی جو تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اس نے پہلے ہی سے تمہیں مسلم کے نام سے نوازا تھا۔ اور اسی سلسلے میں رسول تمہارے دین حق کی شہادت دیں اور تم دنیا کے سارے انسانوں سامنے دین حق کی شہادت دو۔" (القرآن)

"ہدایت کی طرف بلانے والے کو بھی اپنے عمل کے مطابق ثواب ملے گا۔ اور دونوں کے ثواب میں کمی نہیں ہو گی۔" (الحدیث)

" صراط مستقیم پر گامزن ہو کر دین کی خدمت کرنا"

اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے اور ہر قسم کی قربانی کے لئے اپنے اندر ہمت و عزم پیدا کر کے اللہ کی راہ میں وقت اور پیسہ خرچ کیجیئے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیفیں برداشت کرنا اور لوگوں تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچا دینا امت مسلمہ پر فرض اور اُن نعمتوں کا شکر ہے جو ہمارے رب نے ہمیں دی ہوئی ہیں۔ جب کوئی بندہ اپنی تمام تر روحانی اور جسمانی صلاحیتوں کے ساتھ نوع انسانی کو صراطِ مستقیم کی دعوت دیتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا خصوصی تعاون حاصل ہو جاتا ہے اور فرشتے اس بندہ کے جذبہ صادق کو اپنے ترغیبی پروگراموں میں شامل کر لیتے ہیں۔

صراط مستقیم اور دین

'' اور کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا چاہے گا وہ دین اس کا ہر گز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہوگا۔''(القرآن)

''اللہ جس شخص کو خیر سے نوازتا ہے اسے اپنے دین کی صحیح فہم اور گہری سوجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔'' (الحدیث)

''صراط مستقیم پر گامزن ہو کر دین کی خدمت کرنا''

بلاشبہ دین کا صحیح ادراک اور دین کے اندر مخفی و ظاہر حکمت تمام بھلائیوں، دانائیوں اور کامرانیوں کا سرچشمہ ہے۔اس سعادت سے محروم بندہ کی زندگی میں توازن اور یکسانیت کا فقدان ہوتا ہے ایسا بندہ زندگی کے ہر میدان اور زندگی کے ہر عمل میں عدم توازن کا شکار ہوتا ہے۔جب تک آپ خود کو صراط مستقیم پر گامزن نہیں کریں گے آپ دوسروں پر اثرانداز نہیں ہو سکتے۔پہلے خود اسلام میں پورا پورا داخل کیجیئے۔جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کریں، پہلے اس کی خوبصورت تصویر بن جایئے۔زبان و قلم، انفرادی زندگی، خانگی تعلقات، ازدواجی حالات، سماجی معاملات اور اپنی روحانی واردات و کیفیات سے ایسا ماحول تسکیل دیجیئے جو لوگوں کے لئے مشعل راہ ہو اور سکون نا آشنا لوگ اس طرز زندگی میں جوق در جوق شامل ہوں، پاکیزہ کردار، ذہنی سکون اور روحانی قدروں سے اچھا سماج تشکیل پاتا ہے۔

معلوم نہیں کہاں سے آنا ہے مرا

معلوم نہیں کہاں پہ جانا ہے مرا

یہ علم کہ کچھ علم نہیں ہے مجھ کو

کیا علم کہ کھونا ہے کہ پانا ہے مرا

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ

روحانی مشن

"اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا چاہے گا وہ دین اس کا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں ناکام و نامراد ہو گا۔" (القرآن)

"اللہ جس شخص کو خیر سے نوازتا ہے اسے اپنے دین کی صحیح فہم اور گہری سوجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔" (الحدیث)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر آپ ﷺ کے رحانی مشن کو فروغ دینا۔"

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی اور دین اسلام کی تکمیل ہو گئی۔ سلسلہ عظیمیہ اپنی تعلیمات کے ذریعے اپنے شاگردوں میں یہ فکر عام کر رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا بغور مطالعہ کر کے آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں۔ جب کوئی بندہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کر کے صدقِ دل کے ساتھ ان تعلیمات کو پھیلانے میں فعال کردار ادا کرتا ہے۔ تو اسے قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے انعامات و اکرامات اور رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی تعاون ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات اس بندے کے اندر منتقل ہو جاتی ہیں۔

تعلیمات رسولؐ

"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے روگردانی نہ کرو۔" (القرآن)

"جو شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا تو بے شک اس نے اللہ کی پیروی کی۔" (القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مشن کو فروغ دینا

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ہم جب تک تفکر کرتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر زندگی صحیح نہیں ہوتی۔ ہر مسلمان صحیح خطوط پر اپنی زندگی کو اس وقت ترتیب دے سکتا ہے۔ جب قرآن حکیم کے بیان کردہ مطالب اور مفہوم کو سمجھ کر اللہ کے ساتھ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اپنی عملی زندگی میں سمولے۔ یہاں اتباع سے مراد محض چند ظاہری اعمال کی پیروی نہیں ظاہری اعمال اور سنتوں کے ساتھ ساتھ اس کی باطنی حقیقت بھی تلاش کیجئے۔

رسول اللہؐ کی تعلیمات

اور بلاؤ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف۔القرآن

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سفر معراج کے بیان میں کچھ لوگوں کی دردناک حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا۔یہ آپ کی امت کے وہ مقررین ہیں جو لوگوں کو نیکی اور تقوی کی تلقین کرتے تھے اور خود کو بھولے ہوئے تھے۔الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مشن کو فروغ دینا

دعوت اور تبلیغ دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ہے اس لیے پورا خیال رکھیے کہ اس دعوت کا طریقہ کار حکمت اور سلیقہ سے مزین اور ہر لحاظ سے موضوع بر وقت اور پر وقار ہو۔ مخاطب کی فکری اور ذہنی کیفیات کے مطابق بات کیجئے۔لوگوں میں حسن ظن، خیر خواہی اور خلوص کے جذبات ابھاریئے۔ ہٹ دھرمی تعصب اور نفرت کو ختم کیجئے۔ہمارے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ تم دنیا کے سامنے پیش کریں اس مخاطب سب سے پہلے اپنی ذات کو بنائیں جن حقیقتوں کو قبول کرنے میں ہم دنیا کی بھلائی دیکھیں پہلے خود اس پر عمل کریں۔ انفرادی عمل، خاندانی تعلقات،اخلاقی معاملات اور اللہ سے ربط کے معاملے میں یہ ثابت کریں کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا نمونہ ہم خود ہیں۔

حضور قلندر باباؔ اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ایثار انسان کے پاس بہت بڑی طاقت ہے۔ایثار اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ایثار بے سکونی کو سکون بنا دیتا ہے۔ایثار پریشانی درماندگی و اضطراب کو راحت و چین بنا دیتا ہے۔یاد رکھیے ! شمع پہلے خود جلتی ہے اور جب وہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اک آگ کی نذر کر کے خود کو فنا کر دیتی ہے تو اس ایثار پر پروانے شمع پر جاں نثار ہو جاتے ہیں ۔

آپ ﷺ کا روحانی مشن

''اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے حکمت کے ساتھ، عمدہ نصیحت کے ساتھ اور موباحثہ کیجیے ایسے طریقے پر جو انتہائی بھلا ہو۔'' (القرآن)

''قسم ہے اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر تم لوگوں کو اچھی باتوں کی ہدایت کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو تو اس میں تمہاری خیر ہے ورنہ تم پر ایسا وقت آجائے گا اگر تم دعا کروگے تو دعا قبول نہیں ہوگی۔''(الحدیث)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر آپ ﷺ کے روحانی مشن کو فروغ دینا ''

قرآن پاک کی آیات سے ہمیں تین اصولی ہدایات ملتی ہیں

ا۔ شر سے محفوظ رہنے خیر کو اپنانے کی دعوت حکمت کے ساتھ دی جائے۔

۲۔ نصیحت ایسے انداز میں نہ کی جائے کہ جس سے دل آزاری ہوتی ہو۔ نصیحت کرتے وقت چہرہ ہشاش بشاش ہو، آنکھوں میں یگانگت کی چمک ہو، آپ کا دل خلوص سے معمور ہو ہو۔

۳۔ اگر کوئی بات سمجھاتے وقت بحث و مباحثہ کے پہلو نکل آئے تو آواز بیں کر خفگی نہ آنے دیں۔ تنقید ضروری ہو جائے تو یہ خیال رکھیں کہ تنقید تعمیری ہو، اور اخلاق کی آئینہ دار ہو۔ سمجھانے کا انداز ایسا دلنشین ہو کہ مخاطب میں ضد، نفرت تعصب اور جاہلیت کے جذبات میں اشتعال پیدا نہ ہو اور اگر مخالف کی طرف سے ضد اور ہٹ دھرمی کا اظہار ہونے لگے تو خاموش ہو جائیں کہ اس وقت یہی اس کے حق میں خیر ہے۔

رسول اللہؐ کی تعلیمات پر عمل

''اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کر ڈالتے ان کے لیے عذاب الیم کی بشارت ہے۔''

(القرآن)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تین باتیں ہلاکت میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

ایسی خواہش جس کا انسان غلام بن کر رہ جائے ایسی حرص جس کو پیشوا مان کر آدمی اس کی پیروی کرنے لگے، خود پسندی ایسی بیماری ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے۔''(الحدیث)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر آپ ﷺ کے روحانی مشن کو فروغ دینا ''

قرآن کی آیت کا مفہوم ذہن میں آتے ہیں تفکر کا ایک دروازہ کھلا اور یقین محکم یہ بنا کہ دولت کے انبار جمع کرنے کے نتائج المناک ہوتے ہیں ایسے لوگ عموماً اپنی صحت خراب کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں، سکون روٹھ جاتا ہے، اور دوسروں کی محبت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لوگ محبت کا اظہار صرف ان کی آنی جانی دولت کی وجہ سے کرتے ہیں۔

آپ ؐ کے روحانی مشن کو فروغ

بڑی خرابی ہے ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا اور غیبت کرنے والا ہو۔ جو مال کو جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔ وہ سمجھتا ہے اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہر گز نہیں یہ تو ضرور توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (القرآن)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال و دولت کو راہِ اللہ میں خرچ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا "آدم کے بیٹے کا یہ حال ہے کہ کہتا ہے کہ میرا مال، میرا مال، تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے صدقہ کیا اور آگے بھیج دیا۔ کھا لیا تو اس کو فنا کر چکا اور پہن لیا تو اس کو پرانا کر چکا۔" (الحدیث)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مشن کو فروغ دینا "

ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس مال و زر جمع نہ ہونے کا اتنا اہتمام فرمایا کہ صبح کا درہم شام تک کبھی اپنے پاس نہیں رکھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوذر! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس احد کے پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے ایک اشرفی بھی میرے پاس باقی رہ جائے۔ مگر یہ کہ کسی قرض کے ادا کرنے کو رکھ چھوڑوں۔ میں کہوں گا کہ اس کو اللہ کے بندوں میں ایسے ایسے داہنے، بائیں اور پیچھے بانٹ دو۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا "اے آدم کے کے بیٹے! تیرا دینا تیرے لئے بہتر اور تیرا رکھ چھوڑنا تیرے لیے بُرا ہے۔

مٹی کی بناوٹ کا ہے ایک نام دماغ
انسان کے بدن میں اس سے جلتا ہے چراغ
جلتا ہے چراغِ زندگانی ہر دم
حتیٰ کوئی لمحہ نہیں رہتا بے داغ

حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

خدمت خلق

''تم بھلائی کے جو کام کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوتا ہے۔''(القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو مسلمان بھائی کے کام میں لگا رہے گا، اللہ اس کے کام میں لگا رہے گا۔''(الحدیث)

''مخلوق خدا کی خدمت کرنا''

اگر آپ اللہ اور خالق کائنات سے متعارف ہو کر اس کی قربت اختیار کر کے کائنات پر اپنی حاکمیت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اللہ کی مخلوق کی خدمت کیجئے۔ بلاشبہ اللہ کی مخلوق سے محبت رکھنے والے لوگ اللہ کے دوست ہیں اور دوست پر دوست کی نوازشات اور کرامات کی بارش ہوتی رہتی ہے

خدمتِ خلق سلسلہ عظیمیہ کی عملی تعلیمات کا حصہ ہے۔ جس طرح تعلیمی اداروں میں ہم نصابی سرگرمیوں میں کھیل کود کی تحریر و تقریر کے مقابلے ہوتے ہیں۔ مذہبی و ثقافتی پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ طالب علم ذہنی جسمانی جذباتی معاشرتی ہر حوالے سے متوازن نشوونما کی جاسکے اور یہ نصاب کا حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ اسی طرح خدمتِ خلق بھی سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات میں اہم نصابی سرگرمیوں میں شامل ہے جس سے طالب علم کی ذہنی و فکری تربیت ہوتی ہے۔

مخلوق خدا کی خدمت

''مخلوق خدا کی خدمت کرنا''

اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالی قیامت کے روز پوچھیں گے کہ فرزند آدم! میں بیمار ہوا اور تونے میری عیادت بھی نہ کی؟

وہ کہے گا آپ رب العالمین ہی (یعنی آپ کبھی بیمار نہیں ہوتے) میں تیری عیادت کس طرح کرتا؟

اللہ تعالی فرمائیں گے کہ تجھے یاد نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تونے عیادت نہ کی تو تجھے نہیں معلوم کہ اس کی عیادت کرتا ہے تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا۔

اے فرزند آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تونے مجھے نہیں کھلایا؟

وہ کہے گا آپ رب العالمین ہیں (کھانا نہیں کھاتے میں) آپ کو کس طرح کھلاتا؟

اللہ تعالی فرمائیں گے کہ تجھے یاد نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تونے اسے نہیں کھلایا۔ تجھے علم نہیں کہ کھلا دیتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا۔

اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تونے مجھے نہیں پلایا؟

وہ کہے گا آپ رب العالمین (پانی نہیں پیتے) میں آپ کو پانی کی کس طرح پلاتا؟

اللہ تعالی فرمائیں گے میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا تونے نہیں پلایا اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا۔ (الحدیث)

خدمت خلق

مومنو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔(القرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے" ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اللہ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کی عیال مخلوق کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے۔" (الحدیث)

مخلوق خدا کی خدمت کرنا

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔اسلام ایک وحدت ہے۔ایک روشن شاہراہ ہے۔اللہ کی مخلوق کو آرام پہنچانا، ضرورت مند لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنا، یتیموں پر دست شفقت رکھنا، بیواؤں کی خبر گیری کرنا، پریشان حال لوگوں کو پریشانیوں سے نکال کر آسائش کے وسائل فراہم کرنا اسلام ہے۔اسلام نے سکھایا ہے کہ مخلوق کا احترام کرو اور مخلوق کی عظمت اس میں ہے کہ مخلوق کا رشتہ خالق سے قائم ہو اور اس طرح قائم ہو کہ مخلوق، خالق کو جانتی ہو۔اگر ہم اپنا محاسبہ کر کے یقین کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کر کے نیکو کار زندگی کے پابند ہو جائیں۔تو اللہ کا وعدہ سچا ہے کہ جو لوگ اللہ کے لئے جدوجہد کرتے ہیں تو ایسے ہی لوگوں پر اللہ ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ نے فرمایا

جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔یعنی اس دنیا میں آتا ہے تو یہ حقیقت بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ بچہ جہاں سے آیا ہے وہ بھی ایک دنیا ہے۔اس طرح بچہ جوان ہوتا ہے، بوڑھا ہوتا اور اس دنیا سے کسی اور دنیا میں چلا جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا ہے۔اب ہم یوں کہیں گے کہ پیدائش سے مرنے تک ہر انسان تین دنیاؤں سے گزرتا ہے۔ابھی ہم مرنے کے بعد کی دنیاؤں کا تذکرہ نہیں کرتے۔زمین پر دو قوانین کی عمل داری ہے۔

1) ناسوتی دنیا یعنی ہماری دنیا کا قانون
2) ماورائی دنیا یعنی غیب کی دنیا کا قانون

بچہ جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے اندر دو شعور کام کرتے ہیں۔ابھی ہم تیسری دنیا کے شعور کا تذکرہ نہیں کرتے جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا ہے۔اس کی سماعت سے آوازیں ٹکراتی رہتی ہیں اور ہر آواز سے بچہ کا شعور بنتا ہے۔جیسے جیسے شعور بڑھتا ہے، لاشعور پردے میں چلا جاتا ہے۔

مخلوق کی خدمت

'' اور وہ اپنی ذاتی حاجت کے باوجود اپنا کھانا مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔'' (القرآن)

اللہ کے حبیب محمد ﷺ نے فرمایا

'' جو مسلمان کوئی پودا لگاتا یا کھیتی بوتا ہے اور اس سے کوئی پرندہ یا انسان کھاتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔''(الحدیث)

مخلوق خدا کی خدمت کرنا

پیدائش سے موت تک کی زندگی کا احاطہ کیا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد ایام رضاعت (دودھ پینے کا زمانہ) میں، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ تمام ضروریات اور وسائل فراہم کرتا ہے۔ سورج، چاند یا زمین کے اندر وسائل پیدا کرنے کی صلاحیت ایک مرکز کے تحت خدمت گذاری میں مصروف ہے۔ خدمت کا یہ سلسلہ ایک مخصوص نظام الاوقات اور قانون کے تحت وائم ودائم ہے۔ ایسا قانون جو اللہ نے خود بنایا ہے اور خود اس کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ جس بندے کا اللہ سے تعلق قائم ہو جاتا ہے اس کے اندر اللہ کا وصف منتقل ہو جاتا ہے اور اللہ رب العالمین مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔ کوئی نبی، کوئی رسول، کوئی روحانی آدمی ایسا نہیں گذرا جس نے اللہ کی مخلوق کی خدمت نہ کی ہو۔ جو بندہ مخلوق کی خدمت جتنی زیادہ کرتا ہے اسی مناسبت سے اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔

علم حاصل کرنے کی ترغیب

’’ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے خلق کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔‘‘ (القرآن)

علم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا’’ ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم سیکھنا فرض ہے۔‘‘ (الحدیث)

علم دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانی اور سائنسی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دینا

دنیا میں جتنے بھی پیغمبر علیہم السلام تشریف لائے ہیں ان کی زندگی اور طرزِ عمل پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تمام انبیاء نے علوم کا پرچار کیا ہے۔ علم انبیاء کا ورثہ ہے۔ سلسلہ عظیمیہ کا بنیادی نصب العین علوم کا فروغ ہے۔ انبیاء کی طرزِ فکر کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ سلسلہ عظیمیہ کے اراکین پر لازم ہے کہ وہ موجودہ دور کے رائج علوم حاصل کریں اور لوگوں کو باطنی علوم اور سائنسی علوم سکھائیں۔ سلسلہ عظیمیہ روحانی اور سائنسی دونوں علام کے فروغ میں دلچسپی رکھتا ہے کیونکہ سائنسی علوم (فزکس) اور روحانی علوم (میٹا فزکس) دونوں اپنے اپنے دائرہ کار میں کائنات کی حقیقت کی تلاش میں ہیں۔ فزکس کے ذریعے درجہ بدرجہ مختلف حقیقتیں اور آیاتِ الہٰی سے شناسائی ہوتی ہے جب کہ پیغمبرانہ علوم (میٹا فزکس) کے ذریعے براہِ راست حقیقت تک رسائی ہو جاتی ہے۔

علم دین اور سائنسی علوم

" ان سے پوچھو کہیں برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جاننے والے ہیں اور وہ جو کچھ نہیں جانتے؟ حقیقت یہ ہے کہ نصیحت قبول کرتے ہیں صرف وہ لوگ جو عقل والے ہیں۔" (القرآن)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،" جو شخص تلاش علم میں نکلا وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ تعالی کی راہ میں چلتا ہے۔" (الحدیث)

" علم دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانی اور سائنسی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دینا"

قرآن کے مطابق اہلِ ایمان کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ زمین اور آسمان کی حقیقتوں اور زمین آسمان کے اندر موجود تخلیقات کے فارمولوں پر ان کی گہری نظر ہوتی ہے۔ قرآن کریم ان تمام مناظر کو جو کائنات کے کل پرزے ہیں، اللہ کی نشانیاں قرار دیتا ہے اور نوع انسانی کے لئے لازم کرتا ہے کہ نوع انسانی کے عاقل اور بالغ شعور افراد اللہ کے ان تمام زمینی اور آسمانی مناظر اور مظاہر کا مطالعہ کریں اور عقل و دانش کی گہرائیوں سے ان آیات (نشانیوں) پر غور کریں۔ اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے گونگے، بہرے ہو کر زندگی نہ گذاریں۔ اللہ چاہتا ہے کہ غور و فکر سے متعلق اللہ تعالیٰ نے بندہ کو جو صلاحیتیں دی ہیں ان کو استعمال کیا جائے۔

جس وقت کہ تن جاں سے جدا ٹھہرے گا

دو گز ہی زمیں میں تو جا ٹھہرے گا

دو چار ہی روز میں تو ہو گا غائب

آ کر کوئی اور اس جگہ ٹھہرے گا

حضور قلندر بابا اولیاؒ

روحانی علوم کی ترغیب

" تو کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے؟ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اُٹھایا گیا؟ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟" (القرآن)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ فرد پر۔" (الحدیث)

"علم دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانی اور سائنسی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دینا"

ایجادات و ترقی اور علم و ہنر کا جو سورج اج مغرب میں روشن ہے۔ کبھی مشرق میں چمکتا تھا اور جب مشرقی اقوام بالعموم اور مسلمانوں نے بالخصوص علم و ہنر کے اس سورج سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا تو علم و ہنر نے بھی مسلمانوں سے اپنا رشتہ توڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"جو قومیں اپنی تقدیر بدلنے کی کوشش نہیں کرتیں، اللہ بھی ان میں تغیر نہیں پیدا کرتا۔"

انسان ساٹھ ہزار حواس سے مرکب ہے اور جب کوئی قوم اپنے ان حواس سے باخبر ہونے کی جدوجہد کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ترقی و تعمیر کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس کے ذہن پر ترقی و ایجادات کے روشن پہلو اور سائنسی علوم نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر یہ قوم خلاؤں میں اور زمین پر تصرف کر کے اقوام عالم کے سرتاج بن جاتی ہے اور جو قوم تلاش و جستجو، فکر و دانش اور غور و تدبر سے عاری ہوتی ہے وہ زمین پر غلام بن کر اور ذلیل و خوار ہو کر زندگی بسر کرتی ہے۔

علم دین کے ساتھ روحانی علوم

’’ بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔‘‘ (القرآن)

’’رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا’’ علم ہو یا دولت تم پر دونوں کے کچھ حقوق ہیں۔‘‘ (الحدیث)

’’علم دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانی اور سائنسی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دینا۔‘‘

جب مسلمان علم کی تلاش میں صف بستہ ہو گئے تو انہوں نے علم کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جو ان کی تحقیقات سے تشنہ رہا ہو۔ ان کی تحقیقات پوری امتِ مسلمہ کے لئے سبق آموز ہیں اور عبرت انگیز بھی۔ مغربی ممالک کی لائبریریاں آج بھی مسلمان اسلاف کی کتابوں سے بھری پڑی ہیں۔ یہ وہ دانشور مسلمان ہیں جنہوں نے تحقیقات کر کے علوم کی شمعیں روشن کیں۔ مسلمانوں نے دنیا میں اس وقت روشنی پھیلائی جب چہار سو تاریکی پھیلی ہوئی تھی ان مفکرین، محققین میں علوم باطن کے ماہرین متصوفین بھی تھے اور سائنسدان بھی تھے۔ اج مسلمان تہی دست ہے۔ اس لئے کہ من حیث القوم ہمارے اندر سے تفکر۔ ریسرچ اور اللہ کی نشانیوں میں سوچ و بچار کا ذوق ختم ہو گیا ہے۔

روحانی علوم کی ترغیب

''ارض و سما کی تخلیق، اختلاف لیل و نہار، سمندر میں تیرنے والی کشتیوں اور اس گھٹا میں جو زمین و آسمان کے درمیان خیمہ زن ہیں ارباب عقل و دانش کے لئے نشانیاں ہیں۔'' (القرآن)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کائنات میں گھڑی بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔'' (الحدیث)

''علم دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانی اور سائنسی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دینا''

رب العالمین کے فرستادہ رحمت اللعالمین علیہ اصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور دعوت علم کا اثر یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی پوری توجہ اور جذبہ و شوق کے ساتھ علم حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے جس کے نتیجے میں مسلمان طبیب، مسلمان ہیت داں پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنی محنت اور تحقیق سے سائنسی علوم میں غیر معمولی اضافے کئے۔ مسلمان چونکہ نبی آخر الزماں ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔اس لئے وہ من حیث القوم ایک ممتاز قوم تھی اور جیسے جیسے وہ نبی آخر الزماں ﷺ کی تعلیمات، فکر و تدبر اور تحقیق و ترقی کے علوم سے دور ہوتا گیا اسی منسبت سے اس کی زندگی انفرادی طور پر اور من حیث القوم جہالت اور تاریکی میں ڈوبتی چلی گئی اور جس قوم نے علم کا حصول اور سائنسی ترقی کو اپنے لئے لازم قرار دے کیا وہ بلند اور سرفراز ہوگئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔

حضور قلندر باباولیاؒ نے فرمایا

تعلیم و تربیت کے مرحلوں سے گذرے بغیر شعور کی داغ بیل نہی پڑتی اور نہ ہی لاشعور کی درجہ بندی ہوتی ہے۔ شعور اور لاشعور دونوں سے مراد تعلیم و تربیت کا حصول ہے۔ قانون یہ ہے کہ جس شخص میں جتنی زیادہ شعور استعداد ذخیرہ ہو جاتی ہیں اسی منسبت سے وہ عالم فاضل اور Genius ہوتا ہے۔

روحانی صلاحیتیں

'' تمہارے نفسوں کے اندر ہے تم دیکھتے کیوں نہیں۔'' (القرآن)

''لوگوں کے اندر ایسی طرز فکر پیدا کرنا جس کے ذریعے وہ روح اور اپنے اندر روحانی صلاحیتوں سے باخبر ہو جائیں''

جس طرح انسان اپنے جسمانی اور مادی تقاضوں کی تکمیل کے لئے مجبور ہے اسی طرح روحانی تقاضوں کی تکمیل بھی اس کے لئے لازمی ہے۔ روح کا تقاضا ہے کہ انسان کو اپنے خالق سے رابطہ پیدا کرنا چاہیئے اور ان خوشیوں اور سکون سے بہرہ مند ہونا چاہیئے جو کہ اس رابطے اور قربت کا لازمی نتیجہ ہے۔ سلسلہ عظیمیہ اپنے اراکین کو ترغیب دیتا ہے کہ لوگوں کے ذہنوں کو اس طرف مے وجہ کر دیا جائے کہ مادی اور روحانی وجود کا تقابلی جائزہ ان کے سامنے آجائے اور وہ اس بات کا یقین کر لیں کہ مادی وجود عارضی ہے۔ گوشت پوست کا یہ مادی جسم، روح کا لباس ہے جو روح نے عارضی طور پر کچھ وقفہ کے لئے اپنے اوپر پہن لیا ہے۔ اس اصل انسان یعنی روح سے اور روح کی حقیقت سے واقف ہو کر بندے کی رحانی صلاحیتیں بیدار اور متحرک ہو جاتی ہیں۔ روح چونکہ اللہ کی طرف سے ہے، امر ربی ہے۔ اس کی معرفت حاصل کر کے بندہ اللہ کو پہچان لیتا ہے۔ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے۔

روحانی صلاحیتیں بیدار کرنا

"جس نے اپنے نفس کا عرفان حاصل کر لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔" (الحدیث)

"لوگوں کے اندر ایسی طرزِ فکر پیدا کرنا جس کے ذریعے وہ روح اور اپنے اندر روحانی صلاحیتوں سے باخبر ہو جائیں۔"

قرآن پاک میں اللہ نے جگہ جگہ اپنی نشانیوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان پر تفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ نشانی دراصل ظاہری حرکات یا مظہر کا نام ہے اور غور و فکر کرنے کی طرف توجہ دلانا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ پس پردہ ایسے عوامل موجود ہیں جن کو سمجھ کر آدمی حقیقت کا علم حاصل کر سکتا ہے۔ دراصل تمام طبعی علوم اور مادی مظاہر روحانی قوانین پر قائم ہیں۔ توجہ اور تفکر کے ذریعہ ان قوانین کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔ انسانی نفس، انا یا روح ایسی صفات کا مجموعہ ہے جو پوری کائنات کی ترجمانی کرتا ہے۔ اسی لئے انسان کو خلاصہ موجودات بھی کہا جاتا ہے۔ قران پاک میں اللہ تعالٰی اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔ " ہم تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہیں۔" جب کوئی شخص اپنی روح کی صلاحیتوں اور صفات کو تلاش کرتا ہے تو اس پر تحقیق کے راز منکشف ہو جاتے ہیں۔ عرفان نفس بالآخر ذہن میں ایسی روشنی پیدا کر دیتا ہے جو خالق کی پہچان کا باعث بن جاتی ہے۔ عرفان نفس کا راستہ نبیوں اور رسولوں سے نوع انسانی کو منتقل ہوا ہے۔

طرز فکر اور روح

ہم عنقریب انہیں انفس و آفاق میں اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کروائیں گے۔(القرآن)

''مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔'' (الحدیث)

'' لوگوں کے اندر ایسی طرزِ فکر پیدا کرنا جس کے ذریعے وہ روح اور اپنے اندر روحانی صلاحیتوں سے باخبر ہو جائیں۔''

فکر انسانی میں ایسی روشنی موجود ہے جو کسی ظاہر کے باطن کا، کسی حضور کے غیب کا مشاہدہ کر سکتی ہے اور غیب کا مشاہدہ ظاہر میں موجود کسی چیز کی تحلیل میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ باالفاظ دیگر ہم کسی چیز کے باطن کو دیکھ لیں تو پھر اس کے ظاہر کا پوشیدہ رہنا ممکن نہیں۔ اس طرح ظاہر کی وسعتیں انسانی ذہن پر منکشف ہو جاتی ہیں اور یہ جاننے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ظاہر کی ابتدا کہاں سے ہوئی۔ یہ انبیائے ربانی کا طریقہ ہے کہ وہ باطن سے ظاہر کو تلاش کرتے ہیں۔ باطن میں تفکر کرنے سے بالآخر ذہن اس روشنی سے منور ہو جاتا ہے۔ جس سے مخفی حقائق مشاہدے میں آتے ہیں۔ محمد ﷺ نے اس روشنی کو نور فراست کہا ہے۔ فکر کا ارتکاز ظاہری و باطنی دونوں علوم میں ضروری ہے۔ جب تک فکر میں ذوق و شوق، تجسس اور گہرائی کی قوتیں پیدا نہیں ہوتیں۔ ہم کسی بھی علم کو سیکھ نہیں سکتے۔ اسی طرح روح کے علم کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنی فکری صلاحیتوں کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جب کوئی شخص ارادے اور عمل کی پاکیزگی کے ساتھ تفکر کرتا ہے تو نقطہ کھل جاتا ہے اور اس کی معنویت یا اس کا باطن سامنے آجاتا ہے۔

جو شاہ کئی ملک سے لیتے تھے خراج

معلوم نہیں کہاں ہیں ان کے سر دو تاج

البتہ یہ افواہ ہے عالم میں عظیم

اب تک ہیں غبار زرد ان کی افواج

حضور قلندر بابا اولیاءؒ

بلا تفریق مذہب وملت

'' ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قبیلے اس لئے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔''(القرآن)

''کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اسی طرح کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر فضیلت۔'' (الحدیث)

'' تمام نوع انسانی کو اپنی برادری سمجھنا اور بلا تفریق مذہب وملت ہر شخص کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش انا اور حتی المقدور ان کے ساتھ ہمدردی کرنا۔''

آدم وحوا کے رشتے سے پوری نوع انسانی ایک برادری ہے۔ دنیا کے ہر خطے میں ہماری پہچان آدم ہے۔ تمام انسانی برادری کا باپ آدم اور ماں حوا ہیں۔ آدم وحوا کی اولاد کی حیثیت سے ہم اپس میں اس رشتے سے انکار نہیں کر سکتے اور نہ ہی آپس میں امتیاز کر سکتے ہیں۔ خطوں، طبقوں، علاقوں کے لحاظ سے موسم مختلف ہیں۔ تہذیبیں مختلف ہیں۔ روایات مختلف ہیں اور مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ رہن سہن بھی اسی مناسبت سے سب کا الگ الگ ہے۔ اگرچہ کھانا پینا، لباس اور طرزِ رہائش سب مختلف ہے۔ لیکن آدم وحوا کے رشتے سے سب کا اپس میں ایکدوسرے سے برادرانہ رشتہ ہے۔ زیداہ تر لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے اپنی ذات کے علاوہ کوئی چیز اہم نہیں ہوتی۔ اپنی ذات کے علاوہ کسی دوسرے کی ذات کو اہمیت نہ دینا اور نظرانداز کرنا انا کے خول میں بند رہنے کی علامت ہے۔ جو انسان بزعم خود اپنے آپ کو سب کچھ سمجھتا ہے اس کے اندر کبر ہے، تکبر ہے، غرور ہے یا وہ نفسیاتی مریض ہے۔

نوع انسانی کو برادری سمجھنا

''ساری مخلوق اللہ کا عیال ہے اللہ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کی عیال کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے۔''
(الحدیث)

''تمام نوع انسانی کو اپنی برادری سمجنا اور بلا تفریق مذہب و ملت ہر شخص کے ساتھ اخلاق سے پیش انا اور حتی المقدور ان کے ساتھ ہمدردی کرنا''

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات فرد میں اللہ کی طرزِ فکر اور اللہ کی صفات کا علم منتقل کرتی ہیں۔اللہ کی صفات لاتعداد اور لا محدود ہیں۔جو بندہ اللہ کی جس صفت کو اپنے اندر منتقل کرنا چاہے اور اس کے لئے کوشش کرے تو وہ اس صفت کا عارف بن سکتا ہے۔مثال کے طور پر کوئی فرد اللہ کی مخلوق سے پیار و محبت اور رحم سے پیش آئے تو اس کے اندر صفتِ رحیم کا عکس نمایاں ہو جاتا ہے۔اللہ کے عارف کی نظر میں اللہ کی تمام مخلوق کا درجہ برابر ہوتا ہے وہ اللہ کی تمام مخلوق سے بغیر کسی غرض کے محبت کرتا ہے اور اس کی خدمت کرتا ہے۔سب کی سلامتی چاہتا ہے کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔عفو و در گزر سے کام لیتا ہے۔ مستغنی ہوتا ہے۔اللہ کے عارف بندے علوم کا خزانہ ہوتے ہیں اس لئے اپنے علم سے مخلوق کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور اپنی بصیرت سے لوگوں کے معاملات طے کرتے ہیں۔ معاشرے میں عدل قائم کرتے ہیں۔ کسی کی دل آزاری نہیں کرتے، دل جوئی ان کا شیوہ ہے۔

روحانی تشخص

"ہر حال میں اور قال میں اپنا روحانی تشخص قائم رکھیں"

جب کوئی فرد کسی روحانی سلسلے سے وابستہ ہوتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے سلسلہ کی طرزِ فکر کا مظہر ہو، اس کا کوئی بھی قول، کوئی بھی فعل سلسلہ کی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات کا آغاز ادب اور آدابِ زندگی سے ہوتا ہے۔ عظیمی فرد کے لئے جہاں یہ بات باعثِ خوشی اور فخر ہے کہ اس کا تعلق ایک ایسے سلسلہ سے قائم ہو گیا ہے کہ جس پر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خصوصی نظرِ کرم ہے، وہیں اس پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ اس کا ذاتی تشخص سلسلہ عظیمیہ کی بہتر نمائندگی کرے۔ سلسلہ عظیمیہ میں شمولیت کے بعد سلسلہ کی تعلیمات واسباق اور پیر و مرشد کے احکامات کی تکمیل کے نتیجے میں عظیمی فرد کی شخصیت میں واضح مثبت تبدیلیاں رونما ہونی چاہئیں۔ شخصیت اور طرزِ فکر میں تبدیلی اس وقت نمایاں اور کارآمد ہو گی جب گھر کے دیگر افراد، دوست احباب اور رشتہ دار اُسے محسوس کریں گے۔

عظیمی فرد اپنی معاشرتی ذمہ داریوں کو جب زیادہ بہتر طریقے سے نبھائے گا، اچھا شوہر بہتر بیوی، شفیق ماں باپ، فرمانبردار اولاد ہونے کا عملی ثبوت دے گا تو اس عمل سے بغیر کسی ترغیب کے قریبی لوگ سلسلہ کی تعلیمات کو ذہنی طور پر قبول کر لیں گے۔ اسی طرح دیگر معاشرتی امور میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو مثبت انداز میں استعمال کر کے اپنی ذات کو اور سلسلہ کے تشخص کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔ مرشد کریم یعنی اپنے روحانی استاد کی صفات اور تعلیمات کو عملی طور پر اپنا کر روحانی تشخص قائم رکھا جا سکتا ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاؒ نے فرمایا

یہ دنیا، یہ زمین، یہ ماحول اور جس زندگی کو ہم زندگی کہہ رہے ہیں سب مفروضہ ہے۔ ہر مفروضہ شے ہر مفروضہ قیاس اور مفروضہ حواس فانی ہیں۔ بقا کا ادراک اُس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک فنائیت کے گورکھ دھندے سے آدمی آزاد نہیں ہو جاتا۔

سلام میں پہل

''چھوٹے اور بڑے کا امتیاز کئے بغیر سلام میں پہل کریں''

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات ہمیں مخلوقِ خدا سے محبت، خدمت اور سب سے ہمدردی کا درس دیتی ہیں۔ سلام اس تعلیم کا پہلا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ

'' جب تم اپنے ساتھیوں سے ملاقات کرو تو انہیں سلام کرو ان کی خیریت دریافت کرو۔''

چھوٹے بڑے کا امتیاز کئے بغیر سلام میں پہل کرنے میں گھر پہلی درسگاہ ہے۔ شوہر بیوی کو، بیوی شوہر کو، والدین بچوں کو، بچے والدین اور گھر کے دوسرے بزرگ رشتہ داروں کو سلام کریں۔ اور اس بات کا اہتمام کریں کہ سلام میں ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں۔ سبقت لے جانے کا یہ جذبہ، کسی اچھے کام میں آگے بڑھنا یا بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا جذبہ ہے۔ گھر میں چھوٹے بچے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بزرگ بھی موجود ہوتے ہیں۔ گھر کے اندر صبح سویرے اٹھنے کے بعد، رات کو سونے کے لئے بستر پر جانے سے پہلے، گھر سے باہر جاتے ہوئے اور گھر واپس آتے وقت بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو سلام کرنے سے ان کے اندر سلام کرنے کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے اور بچوں کے اندر دوسرے لوگوں کی بھلائی چاہنے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ چھوٹے بڑے کے امتیاز کے بغیر سلام کے ذریعہ ہمارا تعلق سماجی حلقہ (Social Circle) سے مستحکم ہوتا ہے اور معاشرے کے ہر طبقہ سے اچھے تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

'' آپس میں ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو اس عمل سے آپس میں محبت بڑھتی ہے اور دشمنی دوستی میں بدل جاتی ہے۔''

مخلوق کو دوست رکھیں

"اللہ کی مخلوق کو دوست رکھیں"

حدیث قدسی ہے" میں نے مخلوق کو محبت کے ساتھ پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔"

جو فرد اللہ کی مخلوق سے محبت اور دوستی کرتا ہے وہ دراصل اللہ تعالی کے پسندیدہ عمل کی پیروی کرتا ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب بندے کے ذہن میں یہ بات ہو کہ تمام مخلوق ایک کنبہ کی طرح ہے جس کا خالق مالک اور سربراہ اللہ تعالی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ "تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اس کنبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ مند ہو۔"

اللہ کی مخلوق سے دوستی کے طریقے روزمرہ زندگی میں رائج اور نافذ ہیں یعنی والدین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اساتذہ کے حقوق اور اولاد کے حقوق۔ اسی طرح دوسری مخلوقات میں نباتات، جمادات، حیوانات سے محبت اور ان کا تحفظ ان سے دوستی قائم کرنا ان کے حقوق ہیں۔ اللہ کی مخلوق کو بندہ اسی وقت دوست رکھ سکتا ہے جب وہ دوستی کے قاعدے قانون اور طور طریقے جانتا ہو۔ زندگی کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ ہر آدمی سکون اور تحفظ کے احساس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہے اور مستقبل کے خوف اور اندیشوں سے نجات چاہتا ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک اپنا دوست نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کے اندر سکون نہ ہو۔ سکون حاصل کرنے کے لئے بنیادی بات یہ ہے کہ آدمی کے اندر مستقبل کے اندیشے نہ ہوں یا کم سے کم ہوں۔ اس کے سامنے کوئی ایسی ذات ہو جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ یہ ذات میری محافظ ہے اور وہ ذات اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

آپس کے اختلافات

"سلسلہ میں رہ کر آپس کے اختلافات سے گریز کریں"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے " ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے۔ جیسے عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا بنتی ہے اور ہر اینٹ دوسری اینٹ کو قوت پہنچاتی ہے۔" اس کے بعد ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست فرما کر مسلمانوں کے باہمی تعلق اور اخوت و محبت کی مثال دی۔

"سلسلہ" کے معنی Chain یا زنجیر کے ہیں۔ سلسلہ کے تمام افراد کڑی در کڑی زنجیر بنتے ہیں۔ اگر سلسلہ میں اختلاف ہو گا تو زنجیر کمزور ہو کر ٹوٹ جائے گی۔ اس کے برعکس زنجیر کی کڑیاں جس مضبوطی سے اپس میں جڑی ہوں گی۔ Chain اتنی ہی طاقتور اور طویل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے گروہ کو جہاں دیگر خصوصیات کا حامل دیکھنا چاہتا ہے وہاں اتحاد اور اخوت کے جذبہ سے سرشار بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ سلسلہ عظیمیہ کے تمام اراکین آپس میں دوست، بھائی بہن اور ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں رسول اللہ ﷺ کی طرزِ فکر اور امام سلسلہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی نسبت کی منتقلی اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے عظیمی افراد کو آپس میں اختلاف سے گریز کرنا چاہیئے۔ اختلاف سے گریز کا مطلب یہ ہے کہ دل میں ایک دوسرے کے لئے بغض نہ ہو۔ کسی بھی قسم کی مشاورت کے دوران اگر افراد کے مابین اختلافِ رائے ہو اور مختلف تجاویز ہوں تو چونکہ اس کا مقصد کسی بہتر نتیجہ تک پہنچنا ہوتا ہے اس لئے یہ " اختلاف" کے زُمرے میں نہیں آتا۔ خلوصِ نیت سے رائے دینا مخالفت نہیں ہے۔

اِک آن کی دنیا ہے فریبی دنیا

اِک آن میں ہے قید یہ ساری دنیا

اِک آن ہی عاریت ملی ہے تجھ کو

یہ بھی جو گذر گئی تو گذری دنیا

حضور قلندر باباؔ اولیاؒ

اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ

"کسی بھی سلسلہ کے مقابلہ میں اپنے سلسلہ کو برتر ثابت نہ کریں اس لئے کہ تمام راستے اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں"

تمام سلاسل طریقت حضور اکرم ﷺ کی منظوری، خوشنودی اور رضامندی سے جاری ہوئے ہیں۔ تمام سلاسل توحید باری تعالیٰ کا پرچار کرتے ہیں۔ سلاسل اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔ مقصد مشترک ہونے کی بناء پر کسی بھی سلسلہ کو کسی دوسرے سلسلہ سے برتر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو دراصل وہ ایک ایسے اختلاف وافراق کی بنیاد رکھتا ہے جو لوگوں کو منتشر کرنے کا باعث ہے۔ اس عمل سے رسول اللہ ﷺ کے مشن کے فروغ اور تعلیمات کی ترویج میں رخنہ در آتا ہے اور اخوت کی دیوار میں دراڑ پڑ جاتی ہے۔

اپنے آپ کو برتر ثابت کرنا کبر و نخوت کا اظہار ہے۔ سلوک کے راستوں میں کبر زہرِ قاتل ہے۔ کبر شیطانی وصف ہے جو بندے کو اللہ سے دور لے جاتا ہے۔

سلسلہ عظیمیہ نے اس نقصان سے بچنے، حضور ﷺ کی تعلیمات کو فروغ دینے اور دیگر سلاسل سے مربوط رہنے کے لئے اپنے سلسلہ کو دوسروں پر برتر ثابت کرنے سے منع کیا ہے۔

منافقت کا سبب

''سلسلہ میں جو شخص گند پھیلانے یا منافقت کا سبب بنے اسے سلسلہ سے خارج کر دینا چاہیئے''

سلسلہ عظیمیہ کے صاحبِ مجاز فرد کے لئے یہ ہدایت ہے کہ سلسلہ میں جو شخص گند پھیلائے یا منافقت کا سبب بنے اسے سلسلہ سے خارج کر دینا چاہیئے۔

سالکین اور مریدین کے لئے یہ ہدایت ایک سبق اور نصیحت ہے کہ وہ ناپسندیدہ افعال و اعمال سے خود کو بچائے رکھیں۔ کوئی فرد سلسلہ میں شر اور تخریب پھیلائے، لوگوں میں غلط فہمی اور اختلاف پیدا کرے، منافقت سے کام لے اور سلسلہ عظیمیہ سے متعلق غلط نظریات اور غلط باتیں پھیلا کر لوگوں کے ذہن خراب کرنے کا مرتکب ہو یا سلسلہ کی تعلیمات کے خلاف چلے تو سلسلہ کے بڑے اس کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر قابلِ اصلاح نہیں ہے تو پھر اس کے سارے معاملات پر غور و فکر کر کے یہ مناسب فیصلہ کرتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ اس کی شر انگیزیاں اس سلسلے کو نقصان پہنچائیں اُسے سلسلہ عظیمیہ سے الگ کر دیا جائے۔ تاہم سلسلہ عظیمیہ کے کسی رکن کے اخراج کا اختیار صرف پیر و مرشد کو حاصل ہے۔

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ نے فرمایا

"یوم" کے معنیILLUSIONہیں۔ILLUSIONنظر کے دھوکے کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خیال اگر نہ ائے تو ہم کسی شے کو موجود نہیں دیکھتے۔ ہم زندہ ہیں۔ اس لئے زندہ ہیں کہ زندہ رہنے کا خیال مسلسل ہمیں یہ اطلاع فراہم کر رہا ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ جب خیال زندگی کا رشتہ توڑ لیتا ہے تو ہم زندہ نہیں رہتے۔ ہر ذی فہم بندہ اس بات سے واقف ہے کہ زندگی مسلسل حرکت کا نام ہے۔ اور یہ حرکت خیال کے تابع ہے۔ خیال ہی علم بنتا ہے۔ علم میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ حرکت کے بعد عمل سرزد ہوتا ہے اور عمل کے بعد نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔

مراقبہ کی پابندی

''ذکر و فکر کی جو تعلیم اور ہدایات دی جائیں ان پر پابندی سے عمل کریں مراقبہ میں کوتاہی نہ کریں''

ذکر کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی مخصوص اسم کا ورد کرنا یا کسی کلمہ کو دہرانا یا تکرار کرنا تاکہ یا اسم کے اندر جو لطیف انوار مخفی ہیں وہ طالب کے ذہن میں متحرک ہو جائیں۔ فکر سے مراد یہ ہے کہ شاگرد کی سوچ کیا ہے؟ مثلاً صلوٰۃ میں شاگرد یہ تصور کرتا ہے کہ وہ اللہ کے حضور کھڑا ہے اور زبان سے جو کہتا ہے اس پر غور کرتا ہے۔ سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات کے مطابق روحانی علوم کے طالب علم کو دینی معاملات کے ساتھ ساتھ دنیاوی معاملات میں بھی فہم و فکر سے کام لے کر کائنات کی چیزوں میں تفکر کرنا چاہیئے۔ جس حد تک تفکر سے کام لے کر وہ اپنی فکر کو جلا بخشے گا اسی قدر علوم اس پر آشکار ہوں گے اور اسے علمی ترقی حاصل ہو گی۔ تفکر کرنا، ذہنی یکسوئی حاصل کرنا، کسی نکتہ پر ذہن کو مرکوز کرنا اور اس کی حکمت کا کھوج لگانا، ریسرچ کرنا۔۔۔ مراقبہ ہے۔ سلسلہ عظیمیہ میں مراقبہ کرنا بطور پریکٹیکل شامل ہے۔ سلسلہ کے اراکین کو اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ دنیاوی کاموں سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات سے نسبت جوڑنے، اپنے اندر باطنی نگاہ بیدار کرنے کے لئے بتائے ہوئے طریقے پر ہر طرف سے ذہن ہٹا کر اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔

مراقبہ دراصل انسان کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی نسبت اور قربت حاصل کرنے کا بہترین اور آسان ذریعہ ہے۔ عظیمی حضرات و خواتین کو تلقین کی جاتی ہے کہ وہ اپنی روزمرہ مصروفیات اور ضروری ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے بعد اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لئے اقدامات کرے۔

قرآن میں غور و فکر

"قرآن پاک کی تلاوت کریں اور معنی اور مفہوم پر غور کریں"

سلسلہ عظیمیہ کا یہ پیغام ہے کہ جس طرح موجودہ سائنسی ریسرچ میں سائنٹسٹ حضرات قرآن کے علم سے مدد لے رہے ہیں اور نئی نئی دریافتیں اور ایجادات کر رہے ہیں مسلمان سائنس دان بھی بالعموم اور عظیمی اراکین بالخصوص اپنے اس علمی ورثے سے فائدہ اُٹھانے کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم حاصل کریں۔ ہر شعبہ میں ریسرچ میں دلچسپی لیں تاکہ امتِ مسلمہ کو عروج حاصل ہو۔

سلسلہ عظیمیہ میں اجتماعی امور میں " خدمتِ خلق" کو جس طرح اہمیت حاصل ہے اسی طرح انفرادی امور میں ذکر و فکر، مراقبہ اور قرآن پاک میں تفکر کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب قرآن پاک کی تلاوت کر کے معنی اور مفہوم پر غور کیا جاتا ہے تو بندے کے اندر روحانی صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ دماغ کے کروڑوں سیلز کھل جاتے ہیں اور انسان ظاہری دنیا سے ہٹ کر باطنی دنیا کی طرف غیر اختیاری طور پر متوجہ ہو جاتا ہے۔ جب کوئی بندہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو دراصل وہ بندہ اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے جو باتیں کی ہیں اور جو احکامات دیئے ہیں، وہی باتیں بندہ دہراتا ہے تاکہ اللہ سے اس کا ربط اور تعلق قائم ہو جائے۔ ربط قائم ہونا اسی وقت ممکن ہے کہ جب آدمی جو کچھ تلاوت کر رہا ہے اس کت معانی و مفہوم سے بھی باخبر ہو۔ اگر وہ معانی و مفہوم سے بے خبر ہے تو اس تلاوت کا کوئی تاثر اس کے اوپر قائم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اور ہم نے قرآن کو سمجھنا آسان کر دیا ہے، ہے کوئی سمجھنے والا؟" (القرآن)

صلوٰۃ میں ربط

'' نماز (صلوٰۃ) میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربط قائم کریں''

حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق '' نماز مومن کی معراج ہے۔''

معراج کی شب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کو اپنا خصوصی دیدار اور قرب عطا فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں ۲۰۰ سے زائد مقامات پر صلوٰۃ کا تذکرہ موجود ہے۔ ہر جگہ یہی ہدایت ہے کہ صلوٰۃ قائم کرو۔ صلوٰۃ قائم کرنے کا مطلب یہ کہ جب کوئی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ہات اٹھا کر اپنے آپ کو اللہ کے حوالے (Surrender) کر دیتا ہے۔ اللہ اکبر کہہ کر بندہ اللہ کو سب سے بڑا مان لیتا ہے۔ یعنی اللہ کے علاوہ اس کے ذہن سے ہر چیز کی بڑائی ختم ہو جاتی ہے۔ نماز میں اللہ کے ساتھ ربط قائم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بندے کو مرتبہ احسان حاصل ہو جاتا ہے۔ '' مرتبہ احسان یہ ہے کہ بندہ یہ دیکھے اور محسوس کرے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ بندہ یہ محسوس کرے کہ مجھے اللہ دیکھ رہا ہے۔''

جدید سائنسی تحقیق نے وضو اور نماز کے بے شمار فوائد کو تسلیم کیا۔ نماز کے ارکان کی صحیح طور پر ادائگی سے اعصابی نظام پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ دماغی خلیئے چارج ہو جاتے ہیں۔ آدمی ہائی بلڈ پریشر، گٹھیا، جگر کے امراض، السر اور دماغی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ جسمانی صحت اور صفائی قائم رہتی ہے۔

جب تک کہ ہے چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر

جب تک کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر

جب تک کہ شب مہ کا ورق ہے روشن

ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر

حضور قلندر باباولیاؒ

سلسلہ اور طالب

"کسی دوسرے سلسلہ کے طالب علم یا سالک کو سلسلہ عظیمیہ میں طالب کی حیثیت سے قبول کیا جا سکتا ہے۔"

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر کسی روحانی فرد کی سرپرستی حاصل کر لی جائے تو دنیاوی مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ آدمی مصائب و بلاؤں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ ماورائی صلاحیتیں متحرک کر کے دنیاوی مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بعض محض فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے بیعت کی خواہش رکھتے ہیں۔ درحقیقت ان سب باتوں کے لئے بیعت ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ نماز روزہ کی پابندی کرنے، استغفار کرنے، قرآن کریم اور درود شریف پڑھنے سے بھی فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ماورائی صلاحیتیں بھی بیدار ہو جاتی ہیں۔ علم کوئی سا بھی ہو استاد کے بغیر کسی علم کو مکمل طور پر حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ روحانی علوم کا ورثہ اس وقت منتقل ہوتا ہے جب کسی ایسے شخص کو استاد بنایا جائے جو روحانی علوم جانتا ہو۔ روحانی علوم کی منتقلی کے لئے بیعت کرنا ضروری ہے۔ بیعت کا مطلب ہے کہ اپنی نفی کر کے خود کو استاد کے سپرد کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قربت اور رسول اللہ ﷺ کی طرزِ فکر حاصل کرنے کے لئے اور روحانی علوم سیکھنے کے لئے جب کسی استاد کا انتخاب کر کے اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کرنے کا عہد لیا جاتا ہے تو یہ بیعت کہلاتی ہے۔ کسی سلسلہ میں بیعت کے بعد اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ تعلیم کا معاملہ آگے نہیں بڑھ پاتا، مرشد کریم کا وصال ہو جاتا ہے اور سالک کی علمی تشنگی برقرار رہتی ہے تو وہ سلسلہ عظیمیہ میں طالب کی حیثیت سے شامل ہو سکتا ہے۔

بیعت کا قانون

" جو شخص پہلے سے کسی سلسلہ میں بیعت ہو اسے سلسلہ عظیمیہ میں بیعت نہ کریں۔ یہ قانون ہے کہ ایک شخص دو جگہ بیعت نہیں ہو سکتا۔"

کسی سلسلہ میں بیعت کے بعد مستقل مزاجی سے علم حاصل نہ کرنے اور روحانی استاد کو تبدیل کرنے والا طالب علم دوسری جگہ بیعت ہونے کے بعد بھی اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ اس لئے دو جگہ بیعت ہونے کی ممانعت ہے۔

اگر مرشد کا وصال ہو جائے تو اس صورت میں بھی دوسری جگہ بیعت نہیں کی جاسکتی۔ البتہ اگر مرشد کے وصال کے بعد کوئی ایسا بندہ مل جائے جس کی طرزِ فکر مرشد سے قریب ہو تو واردات و کیفیات کی تشریح میں اُس سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ مرشد کے وصال کے بعد بھی اس کے روحانی فیوض جاری رہتے ہیں۔

بیعت توڑی نہیں جاسکتی

''سلسلہ عظیمیہ سے بیعت حاصل کر لینے کے بعد نہ تو بیعت توڑی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی فرد اپنی مرضی سے فرار حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے بیعت کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں۔ جو شخص بیعت ہونا چاہتا ہے اس سے کہا جائے کہ پہلے خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر لی جائے کہ ہم اس لائق ہیں بھی یا نہیں۔''

بیعت ہونے سے قبل ضروری ہے کہ ہر طرح سے اطمینان کر لیا جائے۔ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ جس سے بیعت کرنا چاہتے ہو پہلے اس کے شب و روز کا جائزہ لیا جائے۔ اس کے معاملات کو دیکھا جائے۔ اس کے دوست احباب سے قربت حاصل کی جائے تا کہ اس بات کا ادراک ہو جائے کہ صحیح جگہ بیعت کی جا رہی ہے۔

سلسلہ عظیمیہ علمی روحانی سلسلہ ہے۔ ''شق نمبر ۱۳'' سلسلہ قواعد و ضوابط میں اس لئے رکھی گئی ہے کہ وہی لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں جو ذوق و شوق کے ساتھ واقعتاً روحانی علوم سیکھنا چاہتے ہیں۔

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ نے فرمایا

ایثار انسان کے پاس بہت بڑی طاقت ہے۔ایثار اندھیروں کو اُجالوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ایثار بے سکونی کو سکون بنا دیتا ہے۔ایثار پریشانی درماندگی و اضطراب کو راحت و چین بنا دیتا ہے۔ یاد رکھئے ! شمع پہلے خود جلتی ہے اور جب وہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ آگ کی نذر کر کے خود کو فنا کر دیتی ہے تو اس ایثار پر پروانے شمع پر جاں نثار ہو جاتے ہیں۔

دوست کا لقب

''سلسلہ عظیمیہ کے ذمہ دار حضرات پر لازم ہے کہ وہ کسی کو اپنا مرید نہ کہیں،'' دوست'' کے لقب سے یاد کریں۔''

حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے مرید کہ جگہ ''دوست'' لفظ پکارنے کی تاکید اس لئے فرمائی ہے کہ دوست کا ادب بھی ہوتا ہے احترام بھی ہوتا ہے۔ دوست میں ایثار و قربانی بھی ہوتی ہے اور بے تکلفی بھی ہوتی ہے۔

آدابِ مرشد کے حوالے سے یہ بات کتابوں میں ملتی ہے کہ مرید مرشد کو آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے، گفتگو نہ کرے۔ کچھ پوچھے بھی نہیں۔ بس نظریں نیچی کئے مرشد کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھا رہے۔ سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات کے مطابق یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ روحانی موضوعات کے مطالعہ کے بعد اگر سالک، مرشد (روحانی استاد) سے سوالات نہیں کرے گا تو علم سیکھنے کا عمل کس طرح پورا ہو گا؟ اگر استاد کو نظر بھر کر دیکھا نہیں جائے تو قربت کا احساس کس طرح ہو گا؟ ادب و احترام کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ شاگرد استاد کے سامنے گم سم بیٹھا رہے۔

ادب ق احترام کا مطلب ہے۔۔۔ استاد کی تعظیم کی جائے۔ احترام یہ ہے کہ استاد کے حکم کی تعمیل کی جائے، اگر استاد نے رات کے ۲ بجے تہجد ادا کرنے کے لئے حکم دیا ہے تو شاگرد نماز تہجد ادا کرے۔ تہجد کے نفل ادا نہ کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔

گدی نشین

'' سلسلہ کا کوئی صاحب مجاز مجلس میں گدی نشین ہو کر نہ بیٹھے نشست و برخاست عوام کی طرح ہو''

سلسلہ عظیمیہ کے صاحبِ مجاز خواتین و حضرات کے لئے سلسلہ کے قواعد و ضوابط میں یہ بات شامل ہے کہ ان کی نشست و برخاست عوام کی طرح ہو کیونکہ گدی نشین ہو کر بیٹھنا، امتیاز اختیار کرنا یا غیر ضروری خود نمائی کرنے سے انسان عوام سے دور ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنی طرزِ گفتار، اپنے معاملات، لباس یا کسی اور کے حوالے سے امتیاز برتے گا تو وہ عوام میں گھل مل نہیں سکتا۔

صاحبِ مجاز مرشد، سیدنا حضور ﷺ کے علوم کا وارث ہوتا ہے اور حضور ﷺ کے علوم کی ترویج اس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی ذات کو عوام کے سامنے اس طرح پیش کرتا ہے جس سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ علم، ہدایت اور نفع پہنچے۔ حضور ﷺ کی تعلیمات کے پرچار کا تقاضہ یہی ہے کہ وہ جس علاقہ یا عوام میں تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہا ہے وہاں کے حالات اور رہن سہن کے مطابق اپنی تعلیمات کو پیش کرے۔ اس کا رکھ رکھاؤ اس طرح ہو کہ امیر اور غریب سب اس کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

تخلیقی راز و نیاز

" نوعِ انسان میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب آپس میں آدم کے ناطے خالقِ کائنات کے تخلیقی راز و نیاز ہیں آپس میں بھائی بہن ہیں نہ کوئی بڑا ہے نہ کوئی چھوٹا، بڑائی صرف اس کو زیب دیتی ہے جو اپنے اندر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اللہ کی صفات کے سمندر کا عرفان رکھتا ہو، جس کے اندر اللہ کے اوصاف کا عکس نمایاں ہو جو اللہ کی مخلوق کے کام آئے کسی کو اس کی ذات سے تکلیف نہ پہنچے۔"

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات خالق اور مخلوق کے ربط کی وضاحت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بحیثیت خالق، مخلوق کے ہر فرد سے ایک خاص نسبت رکھتا ہے۔ ہر فرد میں اللہ تعالیٰ کی پھونکی ہوئی روح کام کر رہی ہے اس لئے کسی شخص کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو کمتر سمجھے۔ تخلیقی پروگرام کے تحت ہر انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا سب اللہ کے نزدیک برابر ہیں۔ نہ کوئی چھوٹا ہے نہ کوئی بڑا۔ تخلیقی پروگرام میں ہر شخص کا ایک خاص کردار متعین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

" بے شک اللہ پسند کرتا ہے متقیوں کو۔" (سورہ التوبہ ۷)

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق بڑائی صرف اس کو زیب دیتی ہے جو اللہ کے قریب ہو، اللہ کی ذات کا، اللہ کی صفات کا عرفان رکھتا ہو۔ یہ بڑائی خود اللہ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے کوئی فرد بزعم خود بڑا نہیں بن جاتا۔ اللہ کا دوست، اللہ کی صفات کا عارف، اس کی ذات سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی وہ اللہ اور اللہ کی مخلوق کا پسندیدہ ہوتا ہے۔

جب تک کہ ہے چاندنی میں ٹھنڈک کی لکیر

جب تک کہ لکیر میں ہے خم کی تصویر

جب تک کہ سب مہ کا ورق ہے روشن

ساقی نے کیا ہے مجھے ساغر میں اسیر

حضور قلندر باباؒ اولیاؒ

شک کو دل میں جگہ نہ دیں

”شک کو دل میں جگہ نہ دیں جس فرد کے دل میں شک جا گزیں ہو وہ کبھی عارف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ سک شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کے ذریعہ وہ آدم زاد کو اپنی روح سے دور کر دیتا روحانی قدروں سے دوری آدمی کے اوپر علم و آگہی اور عرفان کے دروازے بند کر دیتی ہے۔“

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات فرد کو روحانی اور دنیاوی اعتبار سے متوازن شخصیت بناتی ہیں۔ جس میں مثبت پہلو زیادہ اور منفی پہلو کم سے کم ہوتے ہیں لہذا متوازن شخصیت کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ روحانی طالب علم اپنے اندر موجود منفی پہلوؤں سے زیادہ سے زیادہ اجتناب برتے اس کے نتیجے میں اس کے اندر مثبت پہلو یا مثبت خصوصیات زیادہ سے زیادہ اجاگر ہوتی ہیں۔ شک، غصہ، انتقام، کبر، دل آزاری وغیرہ کا شمار پہلوؤں میں ہوتا ہے۔

شک یا ابہام یقین کی ضد ہے۔ جب کوئی شخص بظاہر اللہ کی ذات پر ایمان رکھتے ہوئے ایسے خیالات کا شکار ہو جائے جو اللہ کی ذات و صفات یا حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے متصادم ہوں تو اس کو شک کہا جائے گا۔ شک شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کی بنا پر بندے کو اللہ سے دور کر دیتا ہے۔

ضمیر مطمئن ہو

'' مصور ایک تصویر بناتا ہے۔ پہلے وہ خود اس تصویر کے خدوخال سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مصور اپنی بنائی ہوئی تصویر سے اگر خود مطمئن نہ ہو تو دوسرے کیوں کر متاثر ہوں گے۔ نہ صرف یہ کہ دوسرے لوگ متاثر نہیں ہوں گے بلکہ تصویر کے خدوخال مذاق کا ہدف بن جائیں گے اور اس طرح خود مصور بے چینی، اضطراب و اضمحلال کے عالم میں چلا جائے گا۔ ایسے کام کریں کہ آپ خود مطمئن ہوں آپ کا ضمیر مردہ نہ ہو جائے اور یہی وہ راز ہے جس کے ذریعہ آپ کی ذات دوسروں کے لئے راہنمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔''

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات فرد کو دوسروں کی رہنمائی سے قبل اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ سلسلہ عظیمیہ اپنے اراکین میں پیار و محبت اور ایثار و قربانی کے جذبہ کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ رواداری اور ایثار و قربانی کے جذبہ کی سادہ پیرائے میں تشریح یہ ہے کہ جو کچھ تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو۔ کسی کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ خود ہماری اپنی ذات اس عمل سے کتنی قریب ہے۔ اس بات پر ہم خود عمل پیرا نہ ہو، اور دوسرے کو اُس کی تلقین کرے یہ منافقت سے کم نہیں ہے۔ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے صلاحیت دی ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ یہ رہنمائی اچھائی بُرائی، خیر اور شر میں تمیز کرنا ہے۔

کاروبار اور نتیجے پر نظر

''ہر شخص کو چاہیئے کہ کاروبارِ حیات میں مذہبی قدروں، اخلاقی اور معاشرتی قوانین کا احترام کرتے ہوئے پوری پوری جدوجہد اور کوشش کرے لیکن نتیجہ پر نظر نہ رکھے۔ نتیجہ اللہ کے اوپر چھوڑ دے اس لئے کہ آدمی حالات کے ہاتھ کھلونا ہے۔ حالات جس طرح چابی بھر دیتے ہیں آدمی اسی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ بے شک اللہ قادرِ مطلق اور ہر چیز پر محیط ہے۔ حالات پر اس کی گرفت ہے وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے حالات میں تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ معاش کے حصول میں معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی قدروں کا پورا پورا احترام کرنا ہر شخص کے اوپر فرض ہے۔''

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات بندے کے اندر استغناء اور توکل کی طرزِ فکر کو ابھارتی ہیں۔ سلسلہ کی تعلیمات کے مطابق ہر شخص جو بھی کام کرے اس میں اپنی مذہبی، معاشرتی، اخلاقی قدروں اور اپنے ملکی قوانین کا پورا پورا احترام کرے۔ قوانین اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ معاشرہ قائم رہے، معاشرہ میں انحراف اور بے راہ روی کم سے کم ہو۔

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات یہ ہیں کہ ہم اپنے تمام دنیاوی کام انتہائی جدوجہد اور کوشش سے کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ ہر کام یہ سوچ کر کریں کہ کوشش ہماری ہے اور نتیجہ مرتب ہونا اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ جو کچھ ہمارے لئے بہتر سمجھے گا، ہمیں عطا کرے گا۔ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے جو حاصل ہو جائے اسے خوش ہو کر بھرپور طریقے سے استعمال کریں اور جو نہیں ملا اس کے لئے جدوجہد اور کوشش جاری رکھیں۔

حضور قلندر بابا اولیآؒ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں بندہ خوش رہے۔اس لئے کہ ناخوش بندہ کو جنت قبول نہیں کرتی۔

معافی مانگ لو

''تم اگر کسی کی دل آزاری کا سبب بن جاؤ تو اس سے معافی مانگ لو، قطع نظر اس کے کہ وہ تم سے چھوٹا ہے یا بڑا۔ اس لئے کہ جھکنے میں عظمت پوشیدہ ہے۔''

معاشرہ افراد کا گروہ ہے۔ گروہ کے ہر رکن کی ذمہ داری ہے کہ اپنے کسی طرزِ عمل سے دوسروں کو شکایت کا موقع نہ دے اور اپنا محاسبہ کرتا رہے۔ اگر دانستگی یا نادانستگی میں کوئی غلطی سرزد ہو جائے اور کسی کی دل آزاری کا سبب بن جائے تو معافی مانگنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اسے اپنی انا کا مسئلہ بنائے بغیر اپنی غلطی کو تسلیم کرلے خواہ وہ شخص چھوٹا ہو یا بڑا۔ اعلیٰ مراتب کا ہو یا کم مراتب کا حامل ہو۔ اپنی غلطی کو تسلیم کرنا، معافی مانگنا اور اپنی کوتاہیوں پر نادم ہونا حضرت آدم علیہ اسلام کی سنت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے عرض کی

'' اے ہمارے رب! ظلم کیا ہم نے اپنے اوپر اور اگر نہ بخشا تو نے ہمیں اور نہ رحم فرمایا ہم پر تو یقیناً ہو جائیں گے ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے۔'' (القرآن)

معاف کر دو

"تمہیں کسی کی ذات سے تکلیف پہنچ جائے تو اسے بلا توقف معاف کر دو اس لئے کہ انتقام بجائے خود ایک صعوبت ہے۔ انتقام کا جذبہ اعصاب مضمحل کر دیتا ہے۔"

سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات میں اپنی کوتاہیوں پر معافی مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ معافی کے برعکس انتقام ہے۔ آپ کو اگر کسی سے تکلیف پہنچی ہے اور آپ نے اسے معاف کر دیا تو آپ کے اندر معاف کرنے سے پہلے جو انتقام کے جذبات تھے اور آپ ان جذبات کی آگ میں جل رہے تھے۔ ذہن پریشان تھا، غصہ آرہا تھا۔ اس بندے کے خلاف نفرت کا لاوا آپ کے اندر اُبل رہا تھا۔ ان ساری کیفیات سے آپ کو چھٹکارا مل جائے گا۔ آپ کی طبیعت میں ٹھہراؤ آجائے گا۔ لہذا، ان جذبات سے دور رہنے کی کوشش کرنا چاہیئے کیوں کہ جب انتقام کا خیال اتا ہے تو ذہن پریشان ہو جاتا ہے اور اعصاب پر اضمحلال طاری ہو جاتا ہے۔

غصہ کی آگ

” غصہ کی آگ پہلے غصہ کرنے والے کے خون میں ارتعاش پیدا کرتی ہے اور اس کے اعصاب متاثر ہو کر اپنی انرجی (Energy) ضائع کر دیتے ہیں یعنی اس کے اندر قوتِ حیات ضائع ہو کر دوسروں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نوعِ انسانی کے لئے کسی قسم کے بھی نقصان کو پسند نہیں فرماتے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

” جو غصہ پر قابو حاصل کر لیتے ہیں، اللہ ایسے احسان کرنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔“

انبیائے کرام کی طرزِ فکر رکھنے والے حضرات غصہ سے اجتناب کرنے کا درس دیتے ہیں۔ آدمی جب غصہ کرتا ہے تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ نقصان پہنچتا ہے۔ اس کا شعور کمزور ہو جاتا ہے۔ آدمی جتنی دیر غصہ میں رہتا ہے اندر ہی اندر کھولتا رہتا ہے۔ اعصاب پر تناؤ طاری ہو جاتا ہے۔ غصہ کے عادی افراد کی جسمانی اور نفسیاتی صحت متاثر ہوتی ہے اور ان کی روحانی ترقی رُک جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ غصہ کرنے والے بندے سے محبت نہیں کرتا۔ غصہ کرنے سے روز مرہ زندگی میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور اللہ بھی ناخوش ہوتا ہے۔ یہ بڑے خسارے کا سودا ہے کہ دنیا بھی خراب ہوئی اور آخرت میں بھی گھاٹا ہوا۔ غصہ کے عادی اور معاف نہ کرنے والے لوگ اللہ کے عارف نہیں ہوتے۔

منتخب مضامین

خطبہ حجتہ الوداع

(انسانی حقوق کا چارٹر)

۱۰ ہجری میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تقریباً سوا لاکھ مسلمانوں کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تاریخ اسلامی میں رسول اللہ ﷺ کے اس حج مبارکہ کو ''حجتہ الوداع'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے میدان عرفات میں واقع ایک چھوٹی سی پہاڑی جبل رحمت پر اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کو ''خطبہ حجتہ الوداع'' بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس خطبہ کو بجا طور پر نوع انسانی کے لئے انسانی حقوق کے چارٹر کی حیثیت حاصل ہے۔

خطبہ کی ابتدا میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ یکتا ہے اور کوئی اس کا ساجھی نہیں، اللہ نے اپنا پورا کیا اس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری قوتوں کو زیر کیا۔ لوگو! میری بات سنو۔۔۔ میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد و عورت سے پیدا کیا اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو۔ تم عزت و توقیر والا اللہ کی نظر میں وہی ہے جو اللہ کے نزدیک زیادہ تقویٰ والا ہے۔

نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر۔۔۔ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔۔۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے۔۔۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے، خون و مال کے سارے مطالبے اور انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں۔ لوگو! تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔۔۔ ان کی اہمیت ایسی ہے جیسے۔۔۔ تمہارے اس دین کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحج) کی خاص کر اس شہر میں ہے۔۔۔ تم سب اللہ کے آگے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بازپرس فرمائے گا۔۔ دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ اپس ہی میں کشت و خون کرنے لگو۔۔۔ اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ رکھوانے والے کو امانت پہنچائے۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے کا بھائی ہے۔۔۔ اور سارے مسلمان اپس میں بھائی بھائی ہیں۔۔۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔۔۔ انہیں وہی کھلاؤ۔۔۔ جو خود کھاتے ہو۔۔۔ اور ایسا ہی پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو۔۔۔ دورِ جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تلے روند دیا ہے۔۔۔ زمانہ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔۔۔ پہلا انتقام جسے میں لاعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے۔۔۔

ابن ربیعہ بن الحارث کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا۔۔اب میں معاف کرتا ہوں۔۔۔دورِ جاہلیت کا سود اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔۔پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس بن عبد المطلب کے خاندان کا سود ہے۔

اب یہ ختم ہو گیا ہے۔۔۔قرض قابل ادائیگی ہے۔۔۔عاریتاًلی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیئے۔۔۔تحفہ کا بدلہ دینا چاہیئے۔۔۔۔اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے وہ تاوان ادا کرے۔۔۔کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ۔۔۔اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔۔۔خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے حقوق ہیں۔۔۔اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں۔۔۔عورتوں سے بہتر سلوک کرو۔۔کیوں کہ۔۔۔وہ تمہاری پابند ہیں۔۔۔چنانچہ ان کے بارے میں اللہ کا لحاظ رکھو۔۔۔کہ تم نے انہیں۔۔۔اللہ کے نام پر حاسل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں۔

میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں۔۔۔اگر اس پر قائم رہو گے تو تم گمراہ نہیں ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔۔۔اور ہاں دیکھو۔۔۔دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ۔۔۔انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔

شیطان کو اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ۔۔۔اب اس شہر میں اس کی عبادت کی جائے لیکن اس کا امکان ہے کہ۔۔۔ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو۔۔۔اس کی بات مان لی جائے۔۔۔اور وہ اسی پر راضی ہے۔۔۔اس لیے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔۔۔۔پانچ وقت کی نماز ادا کرو۔۔۔مہینہ بھر کے روزے رکھو۔۔۔اپنے مالوں کی زکٰوۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو۔۔۔اللہ کے گھر حج کرو۔۔۔اور اپنے اہلِ امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔۔۔اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمہ دار ہو گا۔۔۔اب نہ باپ کے بدلہ۔۔۔بیٹا پکڑا جائے گا۔۔۔نہ بیٹے کا بدلہ۔۔باپ سے لیا جائے گا۔

سنو! جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں انہیں چاہیئے کہ۔۔۔یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگو کو بتا دیں۔۔۔جو یہاں نہیں ہیں۔۔۔ہو سکتا ہے کہ کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

لوگو! تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔۔۔بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ۔۔۔ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ۔۔۔آپ ﷺ نے امانت پہنچا دی۔۔۔اور آپ ﷺ نے حق رسالت ادا فرمایا۔۔۔اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

یہ سن کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اُٹھائی اور لوگوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا

اے اللہ ! گواہ رہنا۔۔اے اللہ ! گواہ رہنا۔۔اے اللہ ! گواہ رہنا

(حضرت ابو بکر صدیق۔ مسلم القسامۃ والمحاربین۔ح4383)

اسمائے الٰہی سے علاج

(بشکریہ کتاب روحانی نماز)

لوحِ محفوظ کا قانون ہمیں بتاتا ہے کہ ازل سے ابد تک صرف لفظ کی کارفرمائی ہے۔ حال، مستقبل اور ازل سے ابد تک کا درمیانی وقفہ لفظ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا لفظ ہے۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ اسی اسم کی مختلف طرزوں سے نئی نئی تخلیقات وجود میں آتی ہیں اور آتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ہی پوری کائنات کو کنٹرول کرتا ہے۔ لفظ یا اسم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ہر قسم کے اسم الفاظ کا ایک سردار ہوتا ہے اور وہی سردار یا اسم اپنی قسم کے تمام اسماء کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ سردار اسم بھی اللہ تعالیٰ کا اسم ہوتا ہے اور اسی اسم کو اسمِ اعظم کہتے ہیں۔

اسماء کی حیثیت روشنیوں کے علاوہ کچھ نہیں۔ ایک طرز کی جتنی بھی روشنیاں ہیں، ان کو کنٹرول کرنے والا اسم بھی ان ہی روشنیوں کا مرکب ہے اور یہ اسماء کائنات میں موجود اشیاء کی تخلیق کے اجزا ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان کے اندر کام کرنے والے تمام تقاضے اور پورے حواس کو قائم رکھنے والا اسم ان سب اسم کا سردار ہوتا ہے اور یہی اسمِ اعظم کہلاتا ہے۔

جنات کی نوع کا اسمِ اعظم الگ ہے

نوعِ جنات کے لئے اسمِ اعظم ہے۔ نوعِ انسان کے اوپر الگ اسمِ اعظم کی حکمرانی ہے۔ نوعِ نباتات کے لئے الگ، نوعِ جمادات کے لئے الگ اور نوعِ ملائکہ کے لئے الگ اسمِ اعظم ہے۔ کسی نوع سے تعلق اسمِ اعظم کو جاننے والا صاحبِ علم اس نوع کی کامل طرزوں، تقاضوں اور کیفیات کا علم رکھتا ہے۔

گیارہ ہزار اسمائے الٰہیہ

انسان کے اندر پورے تقاضوں اور جذبات کے ساتھ دو حواس کام کرتے ہیں۔ ایک طرح کے حواس خواب میں اور دوسری طرح کے حواس بیداری میں کام کرتے ہیں۔ ان دونوں حواس کو اگر ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو ان کی تعداد گیارہ ہزار ہوتی ہے۔ اور ان گیارہ ہزار کیفیات یا تقاضوں کے اوپر ہمیشہ ایک اسم غالب رہتا ہے۔ اس کو اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے جو اسماء کام کر رہے ہیں ان کی تعداد تقریباً گیارہ ہزار ہے اور ان گیارہ ہزار اسماء کو جو اسم کنٹرول کرتا ہے وہ اسمِ اعظم ہے۔ ان گیارہ ہزار اسماء میں سے ساڑھے پانچ ہزار اسماء خواب میں کام کرتے ہیں۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق انسان کے اندر کام کرنے والا ہر اسم کسی دوسری نوع کے لئے اسمِ اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وہ اسماء ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سکھایا ہے۔

تکوین یا اللہ تعالیٰ کے ایڈمنسٹریشن (Administration) کو چلانے والے حضرات یا صاحبِ خدمت اپنے اپنے عہدوں کے مطابق ان اسماء کا علم رکھتے ہیں۔

اسم ذات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو کامل طرزوں کے ساتھ اپنے اندر تخلیقی قدریں رکھتا ہے۔ تخلیق میں کام کرنے والا سب کا سب قانون اللہ کا قانون ہے۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

اور یہی اللہ کا نور لہروں کی شکل میں نباتات، جمادات، حیوانات، انسان، جنات اور فرشتوں میں زندگی کی تمام تحریکات پیدا کرتا ہے۔ پوری کائنات میں قدرت کا یہی فیضان جاری ہے کہ کائنات میں ہر فرد نور کی ان لہروں کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک اور وابستہ ہے۔

کہکشانی نظاموں اور ہمارے درمیان بڑا مستحکم رشتہ ہے۔ پے در پے جو خیالات ذہن میں آتے ہیں وہ دوسرے نظاموں اور آبادیوں سے ہمیں موصول ہوتے رہتے ہیں۔ نور کی یہ لہریں ایک لمحہ میں روشنی کا روپ دھار لیتی ہیں۔ روشنی کی یہ چھوٹی بڑی لہریں ہم تک بے شمار تصویر خانے لے کر آتی ہیں۔ ہم ان ہی تصویر خانوں کا نام واہمہ، خیال، تصور اور تفکر رکھ دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لوگو! مجھے پکارو، میں سنوں گا۔ مجھ سے مانگو، میں دوں گا۔

کسی کو پکارنے یا مانگنے کے لئے ضروری ہے کہ اس ہستی کا تعارف ہمیں حاسل ہو اور ہم یہ جانتے ہوں کہ جس کے اگے ہم اپنی احتیاج پیش کر رہے ہیں وہ ہماری احتیاج پوری کر سکتا ہے یا نہیں۔

اس بات پر یقین کرنے کے لئے ہمیں یہ سمجھنا پڑے گا کہ وہ کون سی ذات والا صفات ہے جس سے ہم روزانہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ خواہشات پوری کرنے کی تمنا کریں تو وہ پوری کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ذات یکتا اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا تذکرہ اپنے ناموں سے کیا ہے۔ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشادہ۔

ترجمہ اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں۔ پس ان اچھے ناموں سے اسے پکارتے رہو۔

سورہ احزاب میں ارشاد ہے۔

ترجمہ ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہوں، اور صبح و شام اس کی تسبیح میں لگے رہو۔

اللہ تعالیٰ کا ہر اسم ایک چھپا ہوا خزانہ ہے۔ جو لوگ ان خزانوں سے واقف ہیں جب وہ اللہ کا نام ورد زبان کرتے ہیں تو ان کے اوپر رحمتوں اور برکتوں کی بارش برستی ہے۔ عام طور پر اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام مشہور ہیں۔ اس بیش بہا خزانے سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہر نام کی تاثیر اور پڑھنے کا طریقہ الگ الگ ہے۔

کسی اسم کی بار بار تکرار سے دماغ اس اسم کی نورانیت سے معمور ہو جاتا ہے اور جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کے اسم کے انوار دماغ میں ذخیرہ ہوتے ہیں اسی ماسبت سے بگڑے ہوئے کام بنتے چلے جاتے ہیں اور حسب دلخواہ نتائج مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن جس طرح اثرات مرتب ہوتے ہیں اسی طرح گناہوں کی تاریکی ہمارے اندر روشنی کو دھندلا دیتی ہے۔ کوتاہیوں اور

خطاؤں سے آدمی کثافتوں، اندھروں اور تعفن سے قریب ہو جاتا ہے اور اللہ کے نور سے دور ہو جاتا ہے۔

جب کوئی بندہ جانتے بوجھتے گناہوں اور خطاؤں کی زندگی کو زندگی کا مقصد قرار دے لیتا ہے تو وہ اس آیت کی تفسیر بن جاتا ہے۔

" مہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر

پردہ ڈال دیا ہے اور ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت قانونِ قدرت کے تحت فعال اور متحرک ہے۔ ہر صفت اپنے اندر طاقت اور زندگی رکھتی ہے۔ جب ہم کسی اسم کا ورد کرتے ہیں تو اس اسم کی طاقت اور تثیر کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔ اگر مطلوبہ فوائد حاصل نہ ہوں تو ہمیں اپنی کوتاہیوں اور پر خطا طرزِ عمل کا جائزہ لینا چاہیئے۔ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ علاج میں دوا کے ساتھ پرہیز ضروری ہے اور بدپرہیزی سے دوا غیر مؤثر ہو جاتی ہے۔ کوتاہیوں اور خطاؤں کے مرض میں جو پرہیز ضروری ہے وہ یہ ہے۔ حلال روزی کا حصول، جھوٹ سے نفرت، سچ سے محبت، اللہ کی مخلوق سے ہمدردی، ظاہر اور باطن میں یکسانیت، منافقت سے دل بیزاری، فساد اور شر سے احتراز، غرور اور تکبر سے اجتناب۔ کوئی منافق، سخت دل، اللہ کی مخلوق کو کمتر جاننے والا اور خود کو دوسروں سے برتر سمجھنے والا بندہ اسمائے الٰہیہ کے خواص سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ کسی اسم کا ورد کرنے سے پہلے مذکورہ بالا صلاحیتوں اور اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔ بیان کردہ علاج اور پرہیز کے ساتھ آپ کو یقیناً اسمائے الٰہیہ کے فوائد و ثمرات اسی طرح حاصل ہوں گے جس طرح ہمارے بزرگ مستفیض ہوتے رہے ہیں اور اب بھی انہیں فائدے پہنچتے ہیں۔

اجازت

قانون یہ ہے کہ کوئی عامل کسی دوسرے کو اپنا عمل بخش دے تو جسے یہ عمل بخشا گیا ہے اس کے اندر بھی یقین کا وہی پیٹرن (PATTERN) بن جاتاہے جو عامل کاہے اور ذہن میں یہ بات راسخ ہو جاتی ہے کہ ایسا ہم کریں گے تو ایسا ہو گا۔ یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ آدمی کے اندر یقین کی قوت جتنی ہوتی ہے اسی مناسبت سے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

کوئی وظیفہ یا عمل کرنے سے پہلے ضروری کہ عمل کرنے والا اجازت یافتہ ہو۔

باوضو قبلہ رُخ بیٹھ کر دعا کی طرح ہاتھ اٹھالیں۔ ایک مرتبہ یَاحَفِیظُ پڑھ کر دم کریں اور ہاتھ تین بار چہرے پر پھیر لیں۔ پھر دعا کی طرح ہاتھ باندھ کر ایک مرتبہ یَاحَفِیظُ پرح کر ہاتھوں پر دم کریں اور ہتھ چہرے پر تین بار پھیر لیں۔ اسی طرح تیسری بار ہاتھ باندھ کر ایک بار یَاحَفِیظُ پڑھ کر دم کریں اور تین دفعہ چہرے پر پھیریں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے کامیابی اور کامرانی کی دعا کریں۔ کسی ضرورت مند کو سوا پانچ روپے خیرات کردیں۔ اب آپ اس کتاب میں لکھے ہوئے اسمائے الٰہیہ کا ورد کر سکتے ہیں۔

دوجگ کے تاج دار سرور کونین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے پہلے رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے، آمین۔

احساس کمتری کا علاج

احساس کمتری ایک ایسا جذبہ ہے جس میں آدمی بات بے بات رنجو غم میں مبتلا رہتا ہے اور معمولی سے معمولی بات کو اپنے لئے پریشانی بنا کر افسردہ دل ہو جاتا ہے اور یہ بات اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آدمی کے اندر قوت ارادی کمزور ہو جاتی ہے۔ کمزور قوت ارادی کی وجہ سے بنے بنائے کام بگڑ جاتے ہیں۔ بار بار ایسا ہونے سے آدمی احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ یَااَللّٰہُ پڑھنے سے قوت ارودی میں اضافہ ہوتا ہے۔ غیر مستقل مزاجی دور ہو جاتی ہے اور بگڑے ہوئے حالات درست ہو جاتے ہیں۔

سینہ اور پسلیوں میں درد ہوت ودرد کی جگہ سات مرتبہ یَااَللّٰہُ انگشت شہادت سے مریض کے سینے پر لکھیں، درد سے نجات مل جائے گی۔

آنکھوں میں روشنی

سٹیل کے برتن میں پانی پکا کر ٹھنڈا کریں، زوال کے وقت ۱۴۰ مرتبہ یَارَحْمٰنُ پڑھ کر پانی پر دم کریں۔ دم شدہ پانی چاندی کی سلائی سے آنکھوں میں لگائیں۔

اس اسم کی برکت سے آنکھوں کے امراض میں جو گرمی، سردی، چوٹ، گردوغبار اور دھواں سے لاحق ہوتے ہیں، ختم ہو جاتے ہیں۔

ہر دل عزیز ہونے کا طریقہ

بلند مرتبہ حاصل کرنے، عزت ووقار کے ساتھ رہنے، اپنے پرایوں میں ہر دل عزیز ہونے، نیز چہرہ میں وجاہت اور کشش پیدا کرنے کے لئے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ایک سو ایک مرتبہ یَارَحِیْمُ کا ورد کریں اور ہاتھ چہرے پر پھیر لیں۔

مقدمہ میں کامیابی

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد یا رات کو سونے سے پہلے اول وآخر ۳۳۔۳۳ بار درود شریف کے ساتھ تین سو بار یَامَلِکُ پڑھنے سے آدمی دشمن کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ مقدمہ مین کامیابی عطا فرماتے ہیں۔

سعادت منداولاد

شادی کے بعد اللہ تعالیٰ خوشی کا دن دکھائیں اور ماں کی کوکھ بھر جائے تو صبح شام سو مرتبہ یَاقُدُّوسُ پڑھ کر ماں اپنے پیٹ پر پھونک مارے۔بچہ خوش اخلاق، باکردار، خوبصورت اور والدین کا فرماں بردار پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس نام کی برکت سے یہ بچہ ایسے اوصاف کا حامل ہوتا ہے کی معاشرہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور مخلوق کے دل میں اس کی عزت جاگزیں ہوتی ہے۔

ہر قسم کی بیماری سے نجات

اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو یَاسَلاَمُ کا ورد کرنے سے ادمی آفات ارضی و سماوی سے اور دنیاوی مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۳ تینتیس مرتبہ پانی پر دم کر کے بیمار کو پلانے سے ہر قسم کی بیماری دور ہو جاتی۔اس اسم مبارک کی برکت سے گھر میں رزق کی فرواوانی ہو جاتی ہے۔

محبت والا شوہر

عشاء کی نماز کے بعد گیارہ سو مرتبہ یَامُؤمِنُ پڑھ کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں اور یہ تصور کریں کہ میں عرش کے سائے میں ہوں اور شوہر نیچے ہے۔جب یہ تصور قائم ہو جائے تو شوہر کے اوپر پھونک مار دیں۔بات کئے بغیر بستر میں چلی جائیں اور شوہر کا تصور کرتے کرتے سو جائیں۔انشاءاللہ خاوند کی طرف سے بداخلاقی، بُرائی، زیادتی کا اظہار نہیں ہوگا۔اس عمل کی برکت سے شوہر بیوی کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔اگر کسی شوہر کے ساتھ بیوی کا سلوک اچھا نہ ہو تو یہ عمل شوہر بھی کر سکتا ہے۔نتائج دونوں صورتوں میں ایک سے مرتب ہوں گے۔

غیبی انکشافات

تہجد کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ یَامُھَیمِنُ پڑھ کر مراقبہ کرنے سے غیب کی دنیا سامنے آجاتی ہے اور گمشدہ چیزیں ارادہ کے ساتھ نظر کے سامنے اجاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا یہ اسم تین روز تک ایک ہزار ایک سو مرتبہ پڑھنا استخارہ ہے۔اللہ کے فضل و کرم سے تین روز میں صحیح

بات معلوم ہو جاتی ہے۔ رات کو سونے سے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کریں اور گیارہ سو مرتبہ یَا مُھَیمِنُ پڑھ کر جو بات معلوم کرنی ہے اس کو دل ہی دل میں دہراتے دہراتے سو جائیں۔

ملازمت میں ترقی

کسی شخص کو ملازمت نہ ملتی ہو۔ نوکری سے برخاست ہو گیا ہو یا ترقی کی بجائے عہدہ یا منصب گرا دیا گیا ہو اور ہر طرح کی کوشش کرنے کے باوجود کامیابی نہ ہوتی ہو ایسی صورت میں آدھی رات گزرنے کے بعد باوضو دو نفل ادا کرنے کے بعد ننگے سر، وبلہ کھڑے ہو کر تین سو مرتبہ یَا عَزِیزُ پڑھ کر اللہ تعالٰی کے حضور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مقصد پورا ہونے کی دعا کی جائے۔ انشاءاللہ عمل کرنے والا شخص اپنے عہدہ پر دوبارہ فائز ہو جائے گا اور اسے مزید ترقی نصیب ہو گی۔

کمزور بچے

ایک سیر خالص سرسوں کے تیل پر گیارہ دن تک ایک ہزار مرتبہ روزانہ یَا جَبَارُ پڑھ کر دم کریں۔ اب اس تیل کو ان بچوں کے جسم پر مالش کریں جو لاغر اور کمزور ہوں اور جن کی نشو نما پیدائشی طور پر پوری ختم ہو جائے گا۔ چاندی کی انگوٹھی پر یَا جَبَارُ کندہ کرا کر انگوٹھی پہننے سے معاشرہ میں عزت و توقیر حاصل ہوتی ہے۔

کاروبار میں ترقی

کسی کاروبار کی ابتداء کرنے سے پہلے صبح، دوپہر، شام و رات یَا مُتَکَبِّرُ پڑھنے سے کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔ اس اسم کا مستقل ورد کرنے والا منکسر المزاج، حلیم الطبع ہوتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا اپنے لئے باعث سعادت اور برکت سمجھتا ہے اور لوگوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

آسیب سے نجات

اگر کسی گھر میں آسیب کا شبہ ہو اور گھر میں رہنے والے لوگ یہ محسوس کریں کہ اس گھر میں جن یا بھوت پریت کا بسیرا ہے یا گھر میں سانپ وغیرہ نظر آتے ہوں تو ایک کاغذ پر اکیس مرتبہ یَا قَھَّارُ لکھ کر گھر میں ہرے بھرے درخت کی شاخ میں باندھ دیں۔ اگر گھر

میں درخت موجود نہ ہو تو گھر کے قریب کسی درخت میں یہ تعویذ باندھ دیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے گھر آسیب اور دوسری بلاؤں سے بالکل محفوظ رہے گا۔

پڑھنے میں دل نہ لگنا

ماں باپ کو اولاد کی طرف سے یہ شکایت رہتی ہے کہ بچے پڑھنے لکھنے میں دلچسپی نہیں لیتے۔ دلچسپی نہ ہونے کی بنا پر بچے کند ذہن ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کو کچھ پڑھایا جاتا ہے تو وہ بھول جاتے ہیں۔ بچوں کے اندر سے کند ذہنی ختم کرنے کے لئے اور علم کا شوق اجاگر کرنے کے لئے چالیس دن صبح نہار منہ اکیس مرتبہ **یَاعَلِیمُ** پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلایا جائے۔ ذہن تیز، حافظہ روشن اور دماغ طاقت ور ہو جائے گا۔

عقیدہ کی کمزوری

انسان کے اندر جب عقیدہ کمزور ہو جاتا ہے تو طرح طرح کے وسوسوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ کبھی خیال آتا ہے میرے اوپر کسی نے جادو کر دیا، کبھی سوچتا ہے کہ میرے اوپر کسی جن بھوت کا اثر ہے۔ شیاطان اس کے دماغ میں یہ بات بھی ڈالتا ہے کہ اسے کسی کی بدعا لگ گئی ہے۔ لیکن جب وہ خود اپنا محاسبہ کرتا تو اس کے سامنے ایسی کوئی بات نہیں آتی جس کی بناء پر کوئی اسے بدعا دے۔ یہ بات بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اس کا کون دشمن ہے اس لئے کہ وہ خود کسی کے ساتھ بُرائی نہیں کرتا۔ اس قسم کے وسوسوں اور کثیف خیالات سے محفوظ رہنے کے لئے رات کو سوتے وقت ایک گیارہ مرتبہ **یَاقَابِضُ** پڑھنا نہایت مفید ہے اور مجرب عمل ہے۔

وسائل میں اضافہ

فجر کی نماز ادا کرنے ایسی جگہ بیٹھئے جہاں سے نکلتا ہوا سورج نظر آئے۔ جیسے ہی افق سے سورج کی ٹکیہ نمودار ہو **یَابَاسِطُ** پڑھنا شروع کر دیں۔ ۶۳ (تریسٹھ) مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کریں اور ہاتھ چہرے پر پھیر کر اٹھ جائیں۔ عمل کی مدت چالیس روز ہے۔ اس عمل سے وسائل میں اضافہ ہوتا ہے۔ بدحالی اور افلاس دور ہو جاتا ہے۔ اس عمل کی اجازت صرف ان لوگوں کے لئے ہے، خدانخواستہ جن کے گھروں میں مفلسی نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں اور کوئی راستہ کھلتا ہوا نظر نہیں آتا۔

سخت گیر حاکم کی تسخیر

ہر ماہ کے چاند کی چودھویں شب کو آدھی رات کے وقت سو مرتبہ یَارَافِعُ پڑھنے سے بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت راسخ ہو جاتی ہے اور وہ دنیا میں ہر کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہے۔

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا

”اور وہ لوگ جو راسخ فی العلم ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں

ہمارا ایمان ہے کہ ہر چیز ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔“

کسی بد خو شخص یا سخت گیر حاکم کے سامنے جاتے ہوئے گھبراہٹ اور خوف لاحق ہو تو یَارَافِعُ پڑھتے ہوئے جائیں۔ حاکم کی سخت گیری رحم دلی میں بدل جائے گی۔

دشمن پر غلبہ

فجر کی نماز کے بعد پانچ سو دس مرتبہ یَاخَافِضُ کا ورد کرنے سے دلی مرادیں ہوتی ہیں۔ دشمن پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

سفر میں آسانی

مخلوق کی نظر میں عزت و وقار حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے احتیاج نہ رکھنے کے لئے، سفر میں حفاظت اور آسانی حاصل کرنے کے لئے ہر نماز کے بعد سو مرتبہ یَامُعِزُّ پڑھیں۔ راہِ سلوک کا کوئی مسافر جمعہ کے بعد سے عصر کی نماز تک یَاسَمِیْعُ پڑھے تو قوت سماعت میں اضافہ ہوتا ہے اور کان فرشتوں کی آوازوں سے آشنا ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ عمل اپنے پیر و مرشد کی اجازت سے کرنا چاہیئے۔ پیر و مرشد کا روحانی علوم سے واقف ہونا ضروری ہے۔

رضائے الٰہی

یَاعَدلُ کی تاثیر یہ ہے کہ اس نام کا ورد رکھنے والا ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور راضی برضا رہتا ہے۔ اچھے لوگوں کو دوست رکھتا ہے اور ظالم و جابر لوگوں سے دور رہتا ہے۔

حسبِ منشاء شادی

آج کل لڑکیوں کا مسئلہ ماں باپ کے لئے پریشانی کا سبب بنا ہوا ہے۔ گھر گھر شادی کے انتظار میں لڑکیاں بوڑھی ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ماں باپ کی راتوں کی نیند حرام ہو گئی ہے۔ اس گھمبیر مسئلہ کے حل کے لئے **یَالَطِیفُ** کا عمل نہایت مجرب ہے۔

پڑھنے کا آسان طریقہ یہ ہے

ایک تسبیح میں ۱۲۹ دانے ڈالے جائیں اور ۱۲۹ مرتبہ تسبیح پڑھی جائے۔ اور ہر تسبیح کے بعد ۔۔۔ کو تین دفعہ پڑھ کر زبان سے مقصد بیان کرے اور پھر **یَالَطِیفُ** کی تسبیح پڑھنا شروع کر دے۔ اسی طرح سارا عمل ختم کیا جائے مگر عمل پورا کرے میں بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اگر کبھی زیادتی ہو جائے تو تاثیر باقی نہیں رہے گی۔

استخارہ

اگر کسی کام کے لئے استخارہ کرنا چاہیں تو اول وقت عشاء کی نماز پڑھ کر ۱۱۰۰ مرتبہ **یَاخَبِیرُ** پڑھیں اور بات کئے بغیر کان کے نیچے ہاتھ رکھ کر سیدھی کروٹ سو جائیں۔ انشاءاللہ خواب میں معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ **یَاخَبِیرُ** کا کثرت سے ورد کرنے والا قدرت کے فارمولوں سے واقف ہو جاتا ہے اور اس کے سامنے یہ بات آجاتی ہے کائنات کی تخلیق کس طرح عمل میں آئی ہے۔ فرشتے، جنات، حیوانات، نباتات، جمادات اور انسان کی تخلیق میں کون کون سی معین مقداریں کام کر رہی ہیں۔

افلاس سے بچنے کے لئے

صبح بیدار ہونے کے بعد اور رات کو سونے سے پہلے چند باریَاعَظِیمُ پڑھنے سے عمر اور اقبال میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ اسم آیت الکرسی کی تفسیر اور اس کے اندر اسم اعظم کی طرف اشارہ ہے۔ یَاعَظِیمُ کا ورد کرنے والا کبھی مفلس اور قلاش نہیں رہتا۔

رزق میں فراوانی

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔'' اے آل داؤد شکر کو اپنا شعار بنالو کہ شکر کرنے والے بندے قلیل ہیں۔''

یَاشَکُوۡرُ کا ترجمہ۔اے قدر دان نہایت قدر کرنے والے

اس مبارک نام کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اس نام کو سونے سے پہلے اکتالیس مرتبہ یا سو مرتبہ پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جاتا ہے اور جب کوئی بندہ شکر کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو اس کے وسائل میں فراوانی اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔

دورانِ سفر آسانیاں

سفر جہاز کا ہو، کشتی کا ہو یا ریل کا، سفر کرنے سے پہلے کاغذ پر تین تین خانوں اور چار چار سطروں میں یَاحَفِیظُ لکھ کر کاغذ کو تہہ کر کے تعویذ بنالیں اور یہ تعویذ اپنے پاس محفوظ رکھیں۔اللہ تعالیٰ سفر کی ہر صعوبت سے محفوظ رکھے گا اور دورانِ سفر غیب سے آسانیاں میسر ہوں گی۔یہی تعویذ بچوں کی نظر ختم کرنے میں بھی بہت مفید ہے۔ تعویذ موم جامہ کر کے نیلے رنگ کے کپڑے میں سی کر گلے میں ڈال دیں۔اگر کسی آدمی کو کسی شخص یا کسی چیز سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایک جمعرات سے دوسری جمعرات تک روزانہ ستر ستر مرتبہ یَاحَسِیبُ پڑھے۔

عزت و مرتبہ میں اضافہ

اللہ تعالیٰ کا نام یَاجَلِیلُ چاندی کے پترے پر کندہ کرا کے اپنے پاس رکھنے سے عزت و مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

کرم کرنا اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی صفت ہے جس پر ساری کائنات قائم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا کرم محیط نہ ہو تو دنیا ایک سیکنڈ بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زیادہ فیض یاب ہونے کے لئے روزانہ رات کو سوتے وقت چت لیٹ کر ایک سو ایک مرتبہ **یَاکَرِیمُ** پڑھیں اور سینہ پر دم کر کے کسی سے بات کئے بغیر سو جائیں۔ ایک نیند لینے کے بعد بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

چوری اور ڈکیتی سے حفاظت

چوری، ڈکیتی اور دشمنوں سے گھر کی حفاظت کے لئے رات کو سونے سے پہلے **یَارَقِیبُ** تین مرتبہ پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں میں پھونک ماردیں۔ اللہ تعالیٰ حفاظت کریں گے۔ اگر کوئی شخص ناسور میں مبتلا ہو اور ناسور کسی طرح اچھا نہ ہوتا ہو تو تین سو مرتبہ **یَارَقِیبُ** پڑھ کر زخم پر دم کیا جائے۔ آہستہ آہستہ اس مرض سے نجات مل جاتی ہے۔

سر میں درد

کسی شخص کے سر میں اس قسم کا درد ہو جس کی بظاہر کوئی تشخیص نہ ہو سکے اور کسی علاج سے فائدہ نہ ہو، اس کے لئے سامنے بٹھا کر مریض سے کہا جائے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑے۔ عامل دل ہی دل میں سات مرتبہ **یَامُجِیبُ** پڑھے اور زور سے دستک دے۔ جیسے ہی عامل دستک دے مریض سر پر سے ہاتھ اٹھالے۔ چند روز کے اس عمل سے سر درد کا عارضہ ختم ہو جاتا ہے۔

زہریلے جانور کا کاٹنا

حشرات الارض سانپ، بچھو، بھِڑ، تتیا کوئی بھی زہریلا جانور کاٹ لے۔ سات بار گیارہ گیارہ مرتبہ **یَاوَاسِعُ** پڑھ کر دم کریں۔

صلح و صفائی کے لئے

آپس میں نااتفاقی ختم کرنے اور صلح صفائی کے لئے **یَاحَکِیمُ** پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلایا جائے۔ اگر کسی وجہ سے پانی پلانا ممکن نہ ہو تو فریقین کے تکیوں پر دم کریں۔ یہ کام بھی مشکل ہو تو ایک سو ایک مرتبہ **یَاحَکِیمُ** پڑھ کر فریقین کا تصور کریں اور دم کریں۔

کشف القبور

تصوف میں ایک مقام کشف القبور ہے۔یعنی مرنے کے بعد جس مقام پر روحیں رہتی ہیں وہاں وہ کس حال میں ہیں، جس طرح زندگی گزار رہی ہیں اور اس دنیا کے شبوروز اور ماہ و سال کیسے ہیں نیز روحوں سے بات چیت اور ملاقات کے عمل کو کشف القبور کہا جاتا ہے۔ اس صلاحیت کو بیدار کرنے کے لئے کسی سلسلہ میں بیعت ہونا ضروری ہے۔ پیر و مرشد کا کرم شامل حال ہو اور مرید کے اندرونی روحانی صلاحیتیں بیدار ہونے لگیں تو یَابَاعِثُ پڑھنے سے وہ آنکھ کھل جاتی ہے۔ جو روحوں کو دیکھتی ہے، وہ کان کھل جاتے ہیں جو روحوں کی آواز سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت گویائی عطا ہو جاتی ہے جس کے ذریعے روحوں سے بات چیت اور گفتگو ہوتی ہے۔

تجلی کا انکشاف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں ہی ابتداء ہوں، میں ہی انتہا ہوں، میں ہی ظاہر ہوں، میں ہی باطن اور اللہ ہر چیز کو محیط ہے۔ جو چیز ہر شے پر محیط ہے، سمجھنے کے لئے اسے ہم تجلی کہتے ہیں۔ تجلی الٰہی ہر چیز پر محیط ہے۔ یعنی ہر چیز تجلی میں بند ہے اور کائنات میں ہر تخلیق، وہ نوع ہو یا فرد، اس کی زندگی تجلی کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاضر و موجود صفت کا حامل اسم یَاشَهِيدُ بطور وظیفہ پڑھنے سے تجلی الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے۔ جو بندہ یَاشَهِيدُ کی صفات اور حکمت کا مشاہدہ کر لیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔

مایوسی کا خاتمہ

کام بن بن کر بگڑ جاتے ہوں، کسی کی سفارش کام نہ آتی ہو۔ آدمی محتاج اور مایوس ہو گیا ہو۔ ہر نماز کے بعد ایک سو ایک مرتبہ یَاوَكِيلُ پڑھنے سے محتاجی اور مایوسی ختم ہو جاتی ہے اور رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔

حاملہ کی حفاظت

عورت حمل کے زمانے میں کمزور ہو جائے، طاقت کی دوائیں کام نہ کریں اور حمل کے زمانے کی تکلیفیں روز بروز بڑھتی چلی جائیں۔ پیروں پر زیادہ ورم آجائے۔ آنکھیں پیلی ہو جائیں۔ بلڈ پریشر بڑھ جائے۔ بار بار درد کا عارضہ لاحق ہو۔ کھانے پینے کی طرف طبیعت کا میلان نہ ہو۔ کچھ کھانے پینے سے متلی ہونے لگے۔ ان سب تکالیف سے نجات حاصل کرنے کے لئے پانی پر، کسی قسم کے پھل کے جوس پر، گلوکوز پر یا دوا پر گیارہ مرتبہ یَاقَوِيُ پڑھ کر دم کریں۔

دودھ میں کمی

ماں کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے بچوں کا دستر خوان بنایا ہے۔ پیدائش کے بعد اگر دودھ نہ اترے یا دودھ کم ہو تو بچہ کی غذائی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ڈبہ کے دودھ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ قانون قدرت پر اگر غور کیا جائے تو ماں کا دودھ پینا بچہ کا فطری حق ہے اور جب مائیں اولاد اس کے حق کو پورا کرتی ہیں تو اولاد سعادت مند اور فرماں بردار اٹھتی ہے۔ دودھ کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا اسم یَامَتِینُ عجیب و غریب خاصیت رکھتا ہے۔ بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے ماں گیارہ مرتبہ یَامَتِینُ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے۔

اللہ کے دوست

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے اللہ کے دوستوں کو خوف ہوتا ہے نا غم۔ یَا وَلِیُ کا ترجمہ حمایتی اور دوست ہے۔ یَا وَلِیُ کا ورد رکھنے والا عامل لوگوں کی نظروں میں دوستی کی علامت بن جاتا ہے اور اس کے اندر ایسے اوصاف حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں کہ مخلوق اسے عزیز رکھتی ہے۔ جس بندے کو اللہ کی مخلوق عزیز رکھتی ہے اور اللہ کے بندوں کے کام آتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے بندوں سے محبت کرتے ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں وہ اللہ کا دوست ہوتا ہے۔

وسوسوں اور بُری عادتوں سے نجات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ اور اس کا مشن یہ ہے کہ وہ انسان کو وسوسوں اور برائیوں میں مبتلا کر دے۔ برائیوں اور وسوسوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے رات کے وقت اندھیرے میں بالکل تنہا بیٹھ کر ۹۳ مرتبہ یَاحَمِیدُ پڑھیں۔ حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بری عادتوں سے چھٹکارہ حاصل ہو جاتا ہے۔ عمل کی مدت پینتالیس روز ہے۔

صبح کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ یَامُحصِیُ پڑھنے سے توکل پیدا ہوتا ہے اور مخلوق اس کے لئے مسخر ہو جاتی ہے۔ باریک باریک کاغذ کے ٹکڑوں پر ۱۲۵۰۰۰ مرتبہ یَامُحصِیُ لکھ کر اور قینچی سے کاٹ کر آٹے کی گولیاں بنالیں اور ایسے پانی میں ڈال دیں جہاں مچھلیاں ہوں۔ طبیعت میں مستقل مزاجی پیدا ہو جائے گی۔ احساس کمتری، غصہ اور جھنجلاہٹ سے نجات مل جائے گی۔

وقت سے پہلے پیدائش

دیکھا گیا ہے کہ وقت پورا ہونے سے پہلے کبھی چھ ماہ اور کبھی سات مہینے میں بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ایسے بچے کئی اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں۔اس افتاد سے بچنے کے لئے حاملہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ننانوے مرتبہ **یَا مُبدِئُ** حمل قرار پانے کے بعد روزانہ دو ماہ تک پڑھا جائے۔اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے حمل ساقط نہیں ہوگا اور پیدائش وقت پر عمل میں آئے گی۔

بچوں کا گُم ہو جانا

یَا مُعِیدُ پڑھنا عمر رفتہ کی گناہوں کا کفارہ ہے۔دائم المریض اگر ہر وقت **یَا مُعِیدُ** پڑھنا دائم المریض اگر ہر وقت **یَا مُعِیدُ** پڑھتا رہے تو تھوڑے دنوں میں مرض سے نجات مل جاتی ہے۔بچے گم ہو جاتے ہیں تو ماں باپ کے اوپر قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔دل کا چین اور قرار ختم ہو جاتا ہے۔کسی کروٹ آرام نہیں ملتا۔کھانا پینا سب مٹی بن جاتا ہے۔آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔طرح طرح کے وسوسے اور پریشان کن پراگندہ خیالات سے ماں باپ مضطرب رہتے ہیں۔جب گھر کے تمام افراد سو جائیں،آدھی رات کے وقت مکان کے چاروں کونوں پر ستر ستر مرتبہ یَامُعِیدُ پڑھ کر پھونک ماردیں۔اللہ کی رحمت سے گم شدہ بچے واپس آجاتے ہیں یا ان کا سراغ مل جاتا ہے۔ہزاروں والدین اس عمل کی بعکت سے اپنی کھوئی ہوئی جنت دوبارہ پا چکے ہیں۔

شوہر کو راہ راست پر لانے کے لئے

جس شخص کے اوپر جنس کا غلبہ ہو اور وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھتا ہو یا شوہر جنسی معاملہ میں دوسری عورتوں میں دلچسپی لیتا ہو اور بیوی کے حقوق پورے نہ کرتا ہو۔ایسی صورت میں جس کے اوپر جنس کا غلبہ ہے یَامُمِیتُ پڑھتا پڑھتا سو جائے یا بیوی سو مرتبہ پڑھ کر شوہر کا تصور کرتے کرتے سو جائے۔

ہائی بلڈ پریشر کا علاج

زعفران اور عرق گلاب سے بلور کی پلیٹ پر مٹی کی کوری رکابی پر گیارہ مرتبہ یَاحَیُّ لکھ کر صبح،شام،رات پانی سے دھو کر پئیں۔ذہنی سکون اور اعصابی کمزوری دور کرنے کے لئے نہایت مفید علاج ہے۔ہائی بلڈ پریشر کے مرض میں جب بھی پانی پیئں۔یَاحَیُّ تین مرتبہ پڑھ کر دم کرلیا کریں۔انشاءاللہ نصیب ہوگی۔

روشن ضمیر

ہر طرف سے ذہن ہٹا کر یکسوئی کے ساتھ کسی گوشے یا کُھلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر ۳۰۰ مرتبہ یَامَاجِدُ پڑھا جائے۔اللہ کے فضل و کرم سے دل نوراعلیٰ نور ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ ہو گا۔اس وظیفہ میں ہر قسم میں ہر قسم کی تمبا کو نوشی، لہسن، پیاز اور بدبودار چیزوں سے پرہیز لازمی ہے۔

خوف و غم سے نجات

یَاصَمَدُ کثرت سے پڑھا جائے تو آدمی مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔بظاہر دنیا اس پر تنگ ہو جاتی ہے لیکن بباطن وہ اللہ کی بادشاہی میں شریک ہو جاتا ہے۔اس اسم کا ورد رکھنے والا بندہ خوف و غم سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔

توبہ کی قبولیت

توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے۔گناہ آدمی سے ہی سرزد ہوتا ہے۔گناہ سے پاک کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہے۔توبہ کرنے سے پہلے جتنی مرتبہ دل چاہے یَامُؤخِّرُ کا ورد کریں۔انشاءاللہ توبہ قبول ہو گی۔چاہے کہ توبہ کرتے وقت اپنے وقت اپنے رب کی حضور عاجزی وانکساری اور گناہوں سے ندامت کا اظہار کیا جائے۔

غیبی مدد

صبح بیدار ہونے کے بعد سو مرتبہ یَامُقْتَدِرُ پڑھنے سے دن بھر کے تمام کام آسان ہو جاتے ہیں۔لوگ تعاون کرتے ہیں اور غیب سے مدد حاصل ہوتی ہے۔

عدم تحفظ کا احساس

بلوہ ہو جائے، فساد اور خون خرابے کے حالات پیدا ہو جائیں، غنڈہ گردی ہو یا عدم تحفظ کے احساس کا غلبہ ہو اور جنگ کی تباہ کاریاں ہوں۔ان سب سے محفوظ رہنے کے لئے یَامُقَدِّمُ ۱۲۵۰۰۰ (سوالاکھ) مرتبہ اجتماعی طور پر پڑھا جائے۔انشاءاللہ ہر تکلیف اور شر سے حفاظت ہو گی۔

اولاد نرینہ

دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات لڑکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔پانچ، چھ، سات لڑکیوں کے اوپر بھی کوئی لڑکا نہیں ہوتا۔اولاد نرینہ کے لئے حمل قرار پانے کے بعد سے تین مہینے تک روزانہ چالیس مرتبہ یَااَوَّلُ پڑھ کر ماں اپنے پیٹ پر دم کرے۔انشاءاللہ مراد پوری ہو گی۔پیدائش کے بعد لڑکے کا نام اللہ کے نام کے ساتھ رکھا جائے۔مثلاً عبداللہ، عبدالاول، عبدالغفار وغیرہ۔

عزت و توقیر

ہر نماز کے بعد ایک سو ایک مرتبہ یَااٰخِرُ کا ورد کرنے سے بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پروان چڑھتی ہے اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔سفر میں جاتے وقت یا آخر ایک سو ایک مرتبہ پڑھ پر اپنے اوپر اور اہلِ و عیال کے اوپر دم کر دیں۔جہاں جائے گا، عزت و توقیر حاصل ہو گی۔

پرکشش آنکھیں

سورج طلوع ہونے کے بعد جب دھوپ تیز ہو جائے ایک سو مرتبہ یَاظَاھِرُ پڑھ کر ہاتھوں کی آٹھوں انگلیوں پر دم کریں اور ان انگلیوں کو اپنی انکھوں پر پھیر لیں۔آنکھیں انشاءاللہ خوبصورت اور پرکشش ہو جائیں۔

فرشتوں سے ہم کلامی

رات کو سونے سے پہلے ایک ہزار مرتبہ درود شریف اور گیارہ سو مرتبہ یَابَاطِنُ پڑھ کر مراقبہ کریں۔ یہ اسم پڑھنے والے بندے کا دل اللہ کی محبت سے سرشار ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں روشنیوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا ہے کہ اس کے اوپر باطنی اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں۔ مراقبہ میں کامیابی کے بعد جب اس کے اندر باطنی نظر کھلتی ہے تو وہ فرشتوں سے ہم کلام ہونے لگتے ہے اور غیب کی دنیا میں موجود اللہ کی مخلوق ایسے بندہ کی زیارت کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتی ہے۔

نوٹ اس اسم کا ورد اپنے پیر و مرشد کی نگرانی میں کرنا چاہیئے۔

ایام کی خرابی

اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت صنف نازک کی خوبصورتی کا راز ماہانہ نظام کی باقاعدگی پر قائم ہے۔ اگر اس نظام میں کمی واقع ہو جائے یا اندرونی طور پر متورم ہو جائیں تو عورت کو نہ صرف یہ کہ ہر مہینہ شدید کرب سے گزرنا پڑتا ہے بلکہ اس کی خوبصورتی بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس نظام کو درست رکھنے کے لئے خالص السی کے تیل پر روزانہ ایک ہزار مرتبہ گیارہ دن تک یَامُتَعَالِی پڑھ کر دم کیا جائے اور صبح سورج نکلنے سے پہلے ریڑھ کی ہڈی کے جوڑ پر جو کولہوں کے درمیان ہوتا ہے، بلاناغہ ایک ماہ تک مالش کی جائے۔

بچوں کو نظر لگنا

چھوٹے بچوں کو جب نظر لگ جاتی ہے تو بچے دودھ پینا چھوڑ دیتے ہیں اور چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔ بغیر کسی وجہ کے روتے رہتے ہیں۔ بچوں کی اس تکلیف سے ماں باپ اور گھر کے تمام افراد کو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔ نیلے رنگ کا کچا دھاگہ لے کر سات مرتبہ بچے کے سر سے پیر تک ناپیں اور سات مرتبہ یَابَرُّ پڑھ کر بچے پر دم کریں اور دوسری پھونک دھاگہ پر لگائیں اور دھاگے کو جلادیں۔ بچہ کے اوپر سے نظر کا اثر ختم ہو جائے گا۔ نشہ اور بری عادتوں سے محفوظ رہنے کے لئے باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر سو مرتبہ یَابَرُّ پڑھیں۔ بُری عادتوں سے طبیعت بیزار ہو جائے گی۔ طبیعت کی اس بیزاری سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنا ارادہ اور اختیار بھی استعمال کرنا چاہیئے۔

احساس برتری

جن لوگوں کے اندر احساس برتری زیادہ ہوتا ہے وہ دل کے سخت ہوتے ہیں۔ دوسروں کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور خود کو دوسروں سے بلند مرتبہ سمجھتے ہیں۔ زیادہ تر تو یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ اس بُری عادت کو بُرائی نہیں سمجھتے اور وہ بُرائی کے اس خول میں بند رہنا چاہتے ہیں لیکن کچھ لوگ اس بُرائی کو جب محسوس کر لیتے ہیں تو اس سے رستگاری چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ یَاتَوَّابُ کا ورد کریں۔ اس اسم کا ورد کرنے والا بندہ رحم دل ہوتا ہے اور لوگوں پر مہربانی کرتا ہے۔

دنیا اور آخرت میں مکافات عمل کا قانون رائج ہے۔ جو جیسا کرتا ہے اس کے سامنے دیر یا سویر ضرور آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بدلہ لینے کی قدرت رکھتے ہیں لیکن معاف کرنا ان کی عادت ہے۔ اللہ کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم سب کو چاہیئے کہ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیں اور اگر کسی طرح غصہ ختم نہ ہو اور انتقام کی آگ ٹھنڈی نہ ہو تو وضو اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے سات روز تک یَامُنْتَقِمُ کا ورد کریں۔

گناہوں سے نفرت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تمام خطائیں معاف کر کے عفو درگزر سے کام لیتے ہیں۔ یَاعَفُوْ کثرت سے پڑھنے سے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلی تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

رخصتی کے وقت

اللہ تعالیٰ نے غصہ کو ناپسند کیا ہے۔ ارشاد ہے۔

"اور جو لوگ غصہ کھاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اللہ ایسے احسان کرنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔"

بہ نظر غائر دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ غصہ سے خود غصہ کرنے والے آدمی کو ہی نقصان پہنچتا ہے۔ غصہ کے عالم دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ وہ لہریں جو آدمی کی صحت کے لئے ضروری ہیں منتشر ہو کر ضائع ہو جاتی ہیں۔ غصہ میں آدمی کے حواس خراب ہو جاتے ہیں اور اس سے ایسی حرکت سرزد ہو سکتی ہے جس پر اسے ساری عمر پچھتانا پڑتا ہے۔ اس بُری عادت سے محفوظ رہنے کے لئے یَارَءُوْفُ پڑھنے سے محبت و گداز پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کی ساری مخلوق اپنے بہن بھائیوں، ماں باپ یا اولاد کی طرح نظر آتی ہے اور دوسری سب مخلوق بھی

ایسے شخص کو عزیز رکھتی ہے۔ جس وقت دلہن رخصت ہو کر خاوند کے سامنے جائے، سات یَارَؤُفُ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے۔ خاوند ساری عمر بیوی پر مہربان رہے گا اور ناچاقی پیدا نہیں ہو گی۔

اپیل میں کامیابی

مقدمہ میں ناکامی کے بعد اپیل کے وقت یَامَالِكَ الْمُلْكِ کا اجتماعی طور پر چالیس دن میں سوا لاکھ مرتبہ ختم کیا جائے۔ انشاء اللہ اپیل میں کامیابی ہو گی۔

حافظہ کمزور ہونا

یَا ذُوالْجَلَا لِ وَالْاِكْرَامِ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ پڑھنے سے عزت و عظمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص کا حافظہ کمزور ہو اور کند ذہن بھی ہو تو رات کو سوتے وقت تین عدد بادام کی گری پر تین مرتبہ یَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام پڑھ کر دم کرے۔ ایک گری رات کو سوتے وقت، ایک گری صبح نہار منہ اور ایک گری دوپہر کے کھانے سے پہلے کھالے۔ بچوں کے لئے یہ عمل ماں باپ کر سکتے ہیں۔ علاج کی مدت اکیس روز ہے۔

پراگندہ ذہنی اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لئے ہر نماز کے بعد سو مرتبہ یَا مُقْسِطُ پڑھنا نہایت مفید عمل ہے۔ اس اسم کے ورد سے رنج و غم کا غلبہ ختم ہو کر مسرت و شادمانی نصیب ہوتی ہے۔

بچھڑے ہوئے رشتہ دار

عزیز و اقارب دور دراز علاقوں میں بکھر گئے ہوں اور آپس میں ملاپ کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو۔ تو سورج نکلنے کے آدھے گھنٹے بعد غسل کر کے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دس مرتبہ یَا جَامِعُ پڑھ کر ایک انگلی بند کر لیں۔ پھر دس مرتبہ پڑھ کر دوسری انگلی بند کر لیں۔ اسی طرح دس مرتبہ پڑھنے کے بعد ایک ایک انگلی بند کرتے چلے جائیں۔ پہلے دائیں مٹھی بند ہو جائے گی پھر بائیں مٹھی۔ جب دونوں مٹھیاں بند ہو جائیں، دونوں ہاتھ چہرے کے قریب لے جا کر کھول دیں اور منہ پر پھیر دیں۔ چالیس روز کے اس عمل سے بچھڑے ہوئے رشتے دار انشاء اللہ مل جائیں گے۔ کسی بھی وقت نماز کے بعد مال اور اولاد میں برکت کے لئے ستر مرتبہ یَاغَنِیُّ پڑھئے۔

میاں بیوی میں اختلاف

میاں بیوی سے ناراض ہو یا بیوی سے ناراض ہو۔ دونوں میں سے جس کو ضرورت ہو رات کو سونے سے پہلے لیٹ کر یَامَانِعُ پڑھتے پڑھتے سو جائے۔ دلوں کی کدورت اور آپس کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔

شادی میں رکاوٹ

لڑکی یا لڑکے کی شادی نہ ہوتی ہو اور پیغام آنے کے بعد بغیر وجہ کے رشتہ ختم ہو جاتا ہو اور حسبِ منشاء شادی کے لئے لڑکا یا لڑکی خود یا ان کی ماں بعد نماز عشاء تین سو مرتبہ یَامُغْنِیُ پڑھیں۔ عمل کی مدت نوے دن ہے۔ یہ عمل ناغہ کے دنوں میں بھی کیا جائے گا۔ یہی تاثیر اللہ تعالیٰ کے اسم یَا مُعْطِیُ کی بھی ہے۔

ایکسیڈنٹ سے حفاظت

کسی کام کو شروع کرتے وقت اکتالیس مرتبہ یَا نَافِعُ پڑھا جائے۔ انشاءاللہ کامیابی ہو گی۔ سفر کرتے وقت ریل، بس، ٹیکسی یا کسی بھی سواری پر بیٹھنے سے پہلے چند بارا یَا نَافِعُ پڑھ لیا جائے تو حادثات سے حفاظت ہوتی ہے۔

انوارِ الٰہی

چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، وضو بغیر وضو ہر وقت یَانُوْرُ پڑھنے سے دل انوارِ الٰہی سے منور ہو جاتا ہے۔

معرفتِ حق

صراطِ مستقیم پر چلنے، انعام یافتہ لوگوں کی صف میں شریک ہونے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے تہجد کی نفلوں کے بعد اول و آخر درود شریف کے ساتھ یَاھَادِیُ پڑھ کر پندرہ منٹ تک مراقبہ کیا جائے۔

گھر میں خیر و برکت

باوضو یَابَدِیْعُ پڑھتے پڑھتے سو جائیں تو سچے خواب نظر آتے ہیں اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ یہی اسم اگر سو مرتبہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھا جائے تو غم اور پریشانی سے نجات مل جاتی ہے۔ کاروبار معاش میں رکاوٹیں در پیش ہوں تو وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ گھر کے افراد میں شیر و شکر بن کر زندگی گزارتے ہیں۔ زمین بنجر ہو یا سیم اور تھور کے زیر اثر ہو یا زمین بظاہر ٹھیک ہو لیکن زمین کے اندر بیج کی صحیح نشو نمانہ ہوتی ہو تو دس سیر چکنی مٹی پر گیارہ مرتبہ یَابَاقِیُ پڑھ کر دم کریں اور یہ مٹی سارے کھیت میں بکھیر دیں۔ یَاوَارِثُ بکثرت پڑھنے سے عمر میں اضافہ، دل میں فرحت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔

نیکی کا پیکر

وہ لوگ جو راست باز ہیں، نیکی کو پسند کرتے ہیں، دوسروں کے دکھ درد کو اپنا دکھ سمجھتے ہیں، تمنا کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی وہ کام کریں۔ لوگوں کو ان کے کاموں میں اچھے مشورے دیتے ہیں اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، ایسے سعادت مند بندوں پر اللہ تعالیٰ کا اسم یَارَشِیْدُ حکمراں ہوتا ہے۔ ہر نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ یَارَشِیْدُ پڑھنے سے آدمی راستی اور نیکی کا پیکر بن جاتا ہے اور اس کے لئے سعادت مندی کی تمام راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں۔ کردار میں بزرگی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔

اچھی بیوی

اچھے اور برگزیدہ لوگ حلیم الطبع ہوتے ہیں۔ بڑوں کا ادب کرتے ہیں اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ہیں۔ سخت سے سخت مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہیں۔ حالات کتنے ہی اچھے ہوں غرور اور تکبر کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے ہر لمحے میں نیکی و نیکوکاری کی طرف مائل رہتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد اکیس مرتبہ یَاصَبُوْرُ کا ورد کرنے سے آدمی کے اندر مندرجہ بالا ساری خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر حاکم خود سر اور بدزبان ہو یا کسی عورت کا خاوند بات بے بات گالیاں بکتا ہو اور بیوی کو پیر کی جوتی سمجھتا ہے، ان باتوں سے محفوظ رہنے کے لئے گیارہ دن تک ظہر کی نماز کے بعد سو مرتبہ یَا صَبُوْرُ پڑھ کر دعا کی جائے۔